ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

جہادِ آزادی میں ستاون ہزار جید علماء کو شہید کیا گیا

لاہور کے استقبالیہ سے مولانا محمد اسعد مدنی کا خطاب

جنرل ضیاء الحق کے نام مولانا مفتی محمود کے خط کا مکمل متن

نکاح یا متعہ؟

ضرورت ہے ایک عدد رشتہ کی

اس کے علاوہ

حالات و واقعات ۔ حضرت قاری طیب صاحب کی تقریر ۔ باغِ جناح میں خطبۂ استقبالیہ
شہر شہر سے ، طلباء کی سرگرمیاں ، اور ایڈیٹر کے نام خطوط

۲۸/ جولائی ۷۸ء / ۲۱ شعبان ۹۸ھ

قیمت : ایک روپیہ

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آغا زبرنی، لاہور

ہماری فکر و نظر کے ہیں دائرے محدود
حریم دل میں ہیں، ورنہ وہ حاضر و موجود

بھٹک رہا تھا اندھیروں میں آدمی کب سے
ترے کرم سے ملی راہ منزلِ مقصود

ترے نظام سے فکر و خیال کی ترتیب
ترے جمال سے آرائشِ جہانِ وجود

تمہارے نقشِ قدم سے قدم جہاں بہکا
چہار سمت سے مجھ پر تھے راستے مسدود

وہ آئینہ کہ ہے آئینہ گر فدا جس پر
وہ عبد ہے کرے توصیف جس کی خود معبود

وہ جس پہ دین مکمل ہوا رسالت بھی
وہی ہے باعثِ تکمیلِ عالمِ موجود

کوئی مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے کیا آغازؔ
خدا گواہ خدا کی طرح ہے لامحدود



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۳۰

جمعۃ المبارک ۲۸ جولائی ۷۸ء ، ۲۱ شعبان ۹۸ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

[illegible] کے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اندرونی اور بیرونی خطرات

اپنے ایک اخباری بیان میں پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان نے محب وطن اور اسلام دوست جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ خارجی خطرات سے نمٹنے اور داخلی استحکام کے لئے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جو عناصر قومی اتحاد کو کمزور کرنے پر تلے ہوئے ہیں انہیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ پاکستان قومی اتحاد میں انتشار ایک تنظیم کا انتشار نہیں بلکہ اس سے پاکستان کا مستقبل بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ نوابزادہ صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ جس طرح محب وطن اور اسلام کی حامی جماعتوں نے سابقہ حکومت کے انتخابی چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو قومی اتحاد کے پلیٹ فارم پر جمع کر لیا تھا اسی طرح اب بھی ان جماعتوں کو بیرونی اور اندرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو متحد کر لینا چاہیئے۔

پاکستان قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان نے محب وطن اور اسلام دوست جماعتوں کے نام اپنی دردمندانہ اپیل میں جو کچھ فرمایا ہے اسے بروقت پکار سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور اس پکار کا تقاضہ یہ ہے کہ جماعتی اور ذاتی مفادات کو خیرباد کہہ کر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچا جائے اور غور و فکر کے بعد ایسا فیصلہ کیا جائے جس سے عوام میں پھیلی ہوئی مایوسی اور بے چینی کا سد باب ہو سکے۔

اس وقت ہر باشعور شخص اس حقیقت سے باخبر ہے کہ ہمارا پیارا وطن ان دنوں گوناگوں اندرونی اور بیرونی خطرات و مسائل میں گھرا ہوا ہے اور ان مسائل و خطرات کی وجہ سے آئے دن ایسے ناشدنی مسائل پیدا ہوتے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے چند خاندانوں اور افسر شاہی کے علاوہ ہر پاکستانی مضطرب، بے چین اور بے قرار نظر آ رہا ہے۔ حالت یہ ہے کہ سو سو تدبیریں کرنے کے باوجود کسی کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا کہ راست سمت کس طرف ہے اور اسے اپنی منزل کی طرف کب چلنا نصیب ہو گا۔ ہر شخص اپنے مستقبل کو تاریک محسوس کر رہا ہے۔

اربابِ حکومت اپنی سی کر رہے ہیں مگر فی الحال بات بنتی نظر نہیں آ رہی، اور عوام کا اعتماد بھی اب وہ پہلا سا حکومت پر نہیں رہا جو شروعات میں نظر آتا تھا۔ حکومت بار بار 'اسلام' 'اسلام' اور نظریۂ پاکستان کا نام لیتی ہے مگر محض نام لینے سے ہی اگر بات بنتی تو سابقہ حکومت کے دور میں جس قدر 'عوام عوام' پکارا گیا ہے اس سے لوگ بے خبر نہیں لیکن کیا 'عوام عوام' کی رٹ لگانے سے عوام کی مشکلات اور دشواریوں میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس کے برعکس عوام کی پریشانیوں میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا رہا۔

موجودہ عبوری حکومت کے نیک دل سربراہ کو چاہئے تھا کہ وہ پوری جرأت اور ذمہ داری سے کام لیتے ہوئے نظریۂ پاکستان اور اسلامی نظام کا عملی نمونہ پیش کرتے اور عوام کو بالفعل مطمئن کرنے کی کوشش کرتے مگر افسوس کہ اب تک ایسا نہیں ہو سکا۔ ان تمام مسائل و خطرات سے نکلنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ نوابزادہ صاحب کی اپیل پر کان دھرا جائے اور محب وطن اور اسلام قوتوں کو مجتمع کر کے ملک کی گاڑی کو جمہوریت اور اسلام کی پٹڑی پر

ڈالا جائے۔

نواب صاحب نے بجا فرمایا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کا انتشار ایک تنظیم کا انتشار نہیں بلکہ اس سے ملک کا مستقبل بھی متاثر ہو سکتا ہے۔

اب ہمیں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کی بجائے ملک کے مستقبل کی فکر کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جذباتی نعروں اور اپنی ذات کے خول سے نکل کر ملک اور قومی مفاد کے لئے متحد ہو کر کام کریں۔ سابقہ تجربات بھی ہمارے لیڈروں اور عوام کے سامنے ہیں جب بھی قوم متحد ہوئی اس نے اپنی منزل کو قریب کر لیا لیکن جونہی منزل کے آثار نظر آنے لگے ذاتی مفادات کے جھگڑے چلنے لگے۔

تحریک ختم نبوت میں قوم متحد ہوئی تو سابقہ حکومت کی خواہش کے برعکس قادیانیت کا نوے سالہ پرانا مسئلہ حل ہو گیا اور پوری قوم نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب تحریک نظام مصطفےٰ میں قوم متحد ہوئی تو ایک ایسے آمر کو کرسی اقتدار سے منہ کے بل گرنا پڑا جس نے پوری قوم کے مستقبل کو داؤ پر لگا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اقتدار میں رہنے کے سہانے خواب دیکھنا شروع کر دیئے تھے۔

لیکن یہ ہماری کس قدر بدنصیبی ہے کہ جب ایک آمر مطلق پاداش عمل کا شکار ہوا اور خدا کی پکڑ میں آیا تو ہم خود دست و گریباں ہو گئے اور ہم نے اسی بہادر قوم کو یاس و حرماں کی گہری دلدل میں ڈال دیا جس نے قومی رہنماؤں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

تلافی مافات کی اب یہی ایک صورت ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے پلیٹ فارم کو مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے اور تنہا پرواز کے خیال کو یکسر ترک کر دیا جائے اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تعمیر کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھا جائے۔

ابن القاری ۲۸/۷/۷۸



بااختیار قومی حکومت کا قیام ممکن نہ ہو تو تجویز کو ختم تصور کیا جائے

اس کے مقاصد میں انتخابات کا بلا تاخیر منعقد کرانا بالطور خاص شامل ہونا چاہیئے اتحاد بے مقصد و بے اختیار حکومت میں شرکت نہیں کریگا۔

پروفیسر غفور نے جنرل ضیاء کے نام مفتی محمود کے خط کا متن جاری کر دیا۔

چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کے نام صدر پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود کا وہ خط جو قومی حکومت میں شمولیت کے سلسلے میں ارسال کیا گیا تھا اور جس کی بنیاد پر مولانا مفتی محمود اور جنرل ضیاء الحق کے درمیان مذاکرات ہو رہا ہیں۔ (ادارہ)

کراچی ۲ جولائی (اسٹاف رپورٹر) پاکستان قومی اتحاد کے سیکریٹری جنرل پروفیسر غفور احمد نے اس خط کا متن جاری کر دیا ہے جو اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے ۲۵ مئی ۱۹۷۸ء کو مجوزہ قومی حکومت کے ضمن میں چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کو لکھا تھا، خط کا متن درج ذیل ہے۔

نقل مراسلہ مولانا مفتی محمود
صدر پاکستان قومی اتحاد
بنام جنرل محمد ضیاء الحق
چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر

شخصی / بصیغہ راز

۲۵ مئی ۱۹۷۸ء

جنرل محمد ضیاء الحق
چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر
راولپنڈی

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ اب اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سال گذشتہ پاکستان قومی اتحاد نے جو ملک گیر تحریک چلائی تھی جس میں اسے پورے ملک کا تعاون حاصل تھا اور جس میں عوام نے بے مثال قربانیاں پیش کیں۔ اس کا مقصد منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخاب کے ذریعے ایک ایسی حکومت کا قیام عمل میں لانا تھا جو ملک سے ظلم اور ناانصافی کا خاتمہ کرے۔ غربت جہالت اور بیماری سے نجات دلائے اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام عمل میں لائے تاکہ عدل، انصاف اور خوشحالی کا دور دورہ ہو اور آزادی کی نعمت سے کوئی شہری محروم نہ رہے۔ لیکن ملک گیر مطالبے کے باوجود سابق وزیر اعظم ایک سیاسی سمجھوتہ کے امکان کو سبوتاژ کرکے پورے ملک میں خانہ جنگی کی آگ بھڑکانے کی سازش میں مصروف تھے۔ ان حالات میں افواج پاکستان نے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو ملک کا نظم ونسق سنبھالا اور واضح طور پر اعلان کیا کہ ان کے اس اقدام کا مقصد ملک میں امن و امان قائم کرنا اور انتخابات کرانا ہے۔ عوام نے اس اقدام کو تحسین کی نظر سے دیکھا اور اتحاد نے بھی ملک کے وسیع تر مفاد میں ان مقاصد کے حصول کے لئے افواج کو اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

مارشل لاء کے نفاذ کو دس ماہ سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ ہمیں ان مشکلات کا بخوبی احساس ہے جن میں آج پوری قوم گھری ہوئی ہے، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ سابقہ دور کی غلط پالیسیاں اب اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ ہم اس امر سے بھی واقف ہیں کہ کوئی حکومت بھی ایک قلیل عرصہ میں ان پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتی لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ ملک وملت کو حکومت سے جو کم از کم توقعات تھیں وہ بھی پوری ہوتی نظر نہیں آتیں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو کچھ ہمارا رابطہ عوام سے باقی ہے اس کی روشنی میں ہم یہ بات آپ کے علم میں لانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک عام شہری کی مشکلات میں کمی ہونے کے بجائے ان میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ رشوت کی لعنت بڑھ رہی ہے۔ امن وامان کی صورتحال قابل اطمینان نہیں ضروری اشیاء صرف کی قیمتوں میں اضافہ اور ان کی نایابی معمول بنتی جا رہی ہے جس نے عوام کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے گرانی اور چور بازاری کا سدباب نہیں کیا جا سکا۔ جگہ جگہ مقامی انتظامیہ کی جانب سے کئے جانے والے ایسے اقدامات کی خبریں ملتی ہیں جن سے صاف طور پر محسوس ہوتا ہے کہ کچھ عناصر جان بوجھ کر عوام میں بے چینی پیدا کر رہے ہیں۔ اگر کہیں کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اسے مؤثر طور پر حل کرنے

کے بجائے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مخصوص گروہ اسے الجھا کر بے اطمینانی پیدا کرنے کے لئے استعمال کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان طے شدہ امور پر عمل کرنے میں انتظامیہ تاخیری حربے استعمال کرتی ہے۔ اس کی ایک واضح مثال اتحاد کے کارکنوں پر قائم شدہ مقدمات کی واپسی اور رہائی کا مسئلہ ہے۔ آپ کے ۲۴ مارچ کے واضح احکام کے باوجود آج تک نہ اتحاد کے کارکنوں پر قائم شدہ مقدمات واپس لئے گئے ہیں اور نہ ہی اسیروں کی رہائی عمل میں آئی ہے۔ اس طرح آپ کی اعلان شدہ پالیسی کے باوجود کہ کچی بستیوں کے مکینوں کو بےدخل نہ کیا جائے گا اور یہ کہ لوگوں کو روزگار سے محروم نہیں کیا جائیگا، یہ بے دخلیاں بھی ہو رہی ہیں اور سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اداروں میں چھانٹیاں بھی۔

ان عوامی مسائل کے ساتھ محاسبہ کی موجودہ صورت بھی عوام میں اضطراب کا باعث بن رہی ہے۔ محاسبہ سست بھی ہے اور غیر مؤثر بھی۔ صاف طور پر محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عنصر اس محاسبہ کے عمل کو بے معنی بنا رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ افراد جو مارشل لاء کے نفاذ کے وقت اپنے فطری انجام سے خوفزدہ تھے آج پوری ڈھٹائی کے ساتھ محاسبہ سے قطعی بے پرواہ ہو چکے ہیں۔ وہ پارٹی جسے عوام کلی طور پر مسترد کر چکے تھے ان وجوہات کی بنا پر نئی زندگی حاصل کر رہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایک منظم سازش کے ذریعہ اتحاد کو عوام کی تمام مشکلات میں برابر کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔ ہمارے دانست میں موجودہ صورتحال کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ سابقہ دور میں نوکر شاہی اور افسر شاہی کے جس عنصر نے غیر قانونی، غیر آئینی اور غیر اخلاقی حرکات میں سابقہ حکومت کا بھرپور ساتھ دیا تھا ان کا سرے سے کوئی محاسبہ نہیں کیا گیا۔ وہ آج بھی کلیدی مناصب پر فائز ہیں اور یہی گروہ ہر اصلاح کو سبوتاژ بھی کر رہا ہے اور نت نئے مسائل بھی ابھار رہا ہے تاکہ عوام میں بے چینی بڑھتی ہی چلی جائے۔

۲۔ غالباً اسی گروہ کی کوششوں کے نتیجہ میں محاسبہ کا عمل نہ بے لاگ ہے اور نہ مؤثر۔ وہ افراد جو ظلم میں سابق حکومت کے بلاشبہ شریک تھے، جب بلا تکلف اعلیٰ سول اور فوجی حکام تک رسائی حاصل کرتے نظر آتے ہیں اور بظاہر احتساب سے بچ نکلتے ہیں تو محاسبہ کا پورا عمل مشکوک بن کر رہ جاتا ہے۔

۳۔ مارشل لاء حکام کا عوام کے ساتھ براہ راست رابطہ ممکن نہیں ہے، اس لئے تمام تر اختیارات بیوروکریسی کے ہاتھوں میں مرتکز ہو گئے ہیں جن کی جانب سے کی جانے والی زیادتیوں کا ازالہ مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔

۴۔ سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کے باعث عوامی مسائل کو حکومت کے علم میں لانے کا امکان محدود سے محدود تر ہو گیا ہے۔

اس پس منظر میں جب ۱۸ مارچ ۷۸ء کو الیکشن سیل کے اراکین نے اتحاد کے ساتھ ملاقات کے موقع پر بیوروکریسی کے رویہ پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اور افواج کا سول معاملات میں طویل عرصہ تک منہمک رہنے کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے ایک با اختیار حکومت میں شرکت کی صورت میں تعاون کا مطالبہ کیا تو ہم نے تمام پہلوؤں پر غور و خوض کرنے کے بعد اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا، لیکن اس تجویز کو پیش کئے ہوئے اب دو ماہ سے زائد مدت گزر چکی ہے۔ اس عرصہ میں یہ موضوع مسلسل اخبارات میں زیر بحث بنا رہا ہے۔ اس پر طرح طرح سے قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ مارشل لاء حکام بھی وقتاً فوقتاً اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اتحاد اور الیکشن سیل کے ساتھ اور دو مرتبہ خود آپ کے ساتھ ملاقاتوں میں بھی اس پر بات چیت ہوئی ہے، خود اتحاد میں شریک جماعتوں کے مابین بھی یہ مسئلہ زیر بحث رہا ہے۔ ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ اب موقع آیا ہے کہ اس معاملہ کو حتمی طور پر طے کر دیا جائے۔

اتحاد کے ایک غیر رسمی اجلاس میں ہم نے اس موضوع پر تبادلہ خیال کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس موضوع پر آپ کو اتحاد کے حتمی مؤقف سے بھی آگاہ کر دوں تاکہ آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

اتحاد کا مؤقف یہ ہے کہ اگر آپ کی حکومت ملک کی موجودہ انتظامی خامیوں پر قابو پانے کے لئے عوامی مسائل کو بہتر طور پر حل کرنے کے لئے عوام کا ساتھ مؤثر رابطہ کی بحالی کیلئے مارشل لاء کے مقاصد یعنی محاسبہ کی اطمینان بخش تکمیل اور غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات کے ذریعے عوام کے منتخب نمائندوں کو اقتدار کی منتقلی کے لئے اور اسلامی نظام کی راہ ہموار کرنے کے لئے ایک قومی حکومت کے قیام کو مناسب اور ضروری سمجھتی ہو تو پاکستان قومی اتحاد اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے آمادہ ہے۔ اپنی ذمہ داریوں سے مؤثر طور پر عہدہ براہ ہونے کے لئے مجوزہ قومی حکومت

۱۔ ایسے سیاسی عناصر پر مشتمل ہو جن کا دامن آلودگیوں سے پاک ہو اور جو سابقہ ظلم میں کسی طرح بھی شریک نہ رہے ہوں۔

۲۔ جو با مقصد ہو، جس کی مقاصد میں بے لاگ اور مؤثر احتساب اور قومی انتخابات کا بلا کسی غیر ضروری تاخیر کے منعقد کرانا بطور خاص شامل ہو۔

۳۔ جو با اختیار ہو۔

اتحاد کسی ایسی حکومت میں شرکت کرنے پر آمادہ نہیں جو بے مقصد یا بے اختیار ہو یا جس میں ناپسندیدہ عناصر شامل ہوں۔

اگر آپ کے لئے سیاسی عناصر پر مشتمل ایک با مقصد اور با اختیار قومی حکومت کا قیام مناسب یا ممکن نہ ہو تو ہماری جانب سے قومی حکومت کی تجویز کو ختم تصور کیا جائے۔

والسلام

احقر

دستخط

(مفتی محمود)

صدر، پاکستان قومی اتحاد

الطاف حسین

سرکولیشن منیجر

مختلف اضلاع کے دورہ پر ہیں۔

غریب شہر سے

نکاح یا متعہ؟

ضرورت ہے ایک عدد رشتہ کی!

آئندہ کسی جماعت سے سیاسی نکاح نہیں ہوگا البتہ متعہ ہوسکتا ہے۔

مولانا احمد شاہ نورانی صاحب! جو ہمارے لئے بوجوہ بہت ہی قابلِ احترام ہیں اور ہم بھی ان کی شخصیت سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہیں۔ سیاست اور بھی بہت لوگ کرتے ہیں مگر کسی بھی سیاسی راہنما کو سیاست میں وہ "درک" حاصل نہیں ہوسکا جو مولانا موصوف نے اپنی سیاسی کم عمری میں ہی حاصل کرلیا، گویا پیدائشی ہی ذہین اور طبع رسا واقع ہوئے ہیں۔ پہلے تو وہ یو۔ ڈی۔ ایف کو "ہنی مون" منانے کا الزام دھرتے تھے۔ حال ہی میں اتحاد سے نکلنے کے بعد انہوں نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارا آئندہ نکاح کسی سے نہیں ہوگا۔ ہماری بھی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ خدا کرے کسی سے نکاح نہ ہو لیکن اگر مولانا موصوف یو۔ ڈی۔ ایف کے "ہنی مون" میں شریک ہوتے تو اب نکاح اور متعہ تک نوبت نہ پہنچتی"۔ مولانا اتحاد سے الگ کیا ہوئے بس مارے خوشی کے فوراً جنرل ضیاء الحق صاحب تک صدا پہنچائی کہ اب ہمیں "دعوت سخن" دیں کہ اب اقتدار ہمارے نزدیک شجر ممنوعہ نہیں ہے۔ نیز ہماری وہ پہلی مشکل ختم ہوگئی ہے کہ آپ سے کہتے تھے کہ ہمیں بھی مذاکرات میں شرکت کی دعوت دیں تو آپ فرماتے پی۔ این۔ اے والوں سے بات کرو۔ ادھر پی۔ این۔ اے سے بات ہوتی تو وہ کہتے آپ کو اتحاد کو تسلیم نہیں کرتے۔ بہرحال مولانا موصوف از خود ملاقات کے لئے آمادہ ہیں۔ حتیٰ کہ یہ سن کر جنرل صاحب کراچی تشریف لے جا رہے ہیں، خود بھی کراچی گئے مگر یک طرفہ تعلق کو کون خاطر میں لاتا، بس اس سے زیادہ کیا ——— ؟ کہ

مان نہ مان میں تیرا مہربان

ہمیں نورانی میاں سے نہیں البتہ اربابِ حکومت سے گلہ کہ انہوں نے نورانی صاحب کے سیاسی قد کاٹھ کو بھی نظر انداز کیا اور یہ کبھی نہ سمجھا کہ سوادِ اعظم کے سربراہ کی آواز اتنی بے حیثیت نہیں ہونی چاہیئے تھی۔



اتحاد سے نکاح کیا ٹوٹا بس سارے بندھن ہی کھل گئے۔ مارے خوشی کے وادیٔ کشمیر کی سیر و سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں پنڈی ٹھہرے اور ایک پر ہجوم پریس کانفرنس میں اپنے بہتر مستقبل کے لئے اپنے پروگرام کا اعلان فرمایا۔ بہتر ہوتا اگر مولانا موصوف یہی اعلان لاہور کے اس دفتر میں فرماتے جس میں جانے کے لئے ایک راہگیر کے سائیکل پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے تصویر دیکھی تو کہنے لگے بتاؤ مولوی کرسیٔ وزارت پر اسی طرح بیٹھیں گے سائیکل پر بیٹھنا تو آتا نہیں۔

شاہ صاحب چونکہ علوم و معارف کے یگانۂ روزگار ہستی ہیں، اس لئے بات کیا کرتے ہیں بس موتی ہی بکھیرتے چلے جاتے ہیں ؎

افسوس کہ قدردان نہیں کمال کے
ورنہ کاغذ پر رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

(یہ کلیجہ، کلیجی کے گھر والا ہے) مگر بقول شخصے یہ موتی بکھرتے ہی چلے جاتے ہیں ان کو اٹھانے کی کوئی زحمت نہیں کرتا۔



نورانی میاں اتحاد سے نکل گئے۔ اچھا ہوا برا ہوا ہماری بلا سے۔ لیکن معلوم نہیں انہوں نے ابھی اتحاد سے فراق کے چند دن ہی تو گزارے تھے۔ آخر اتنی بھی بے قراری کیا تھی جو قیامت ٹوٹ پڑتی اور اتنی جلد بیان دے دیا کہ ہمارا کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ ہمارے خیال میں نورانی صاحب نے جلدی کی، بہتر ہوتا جو عدت کے ایام پورے ہو لیتے اور کہیں سے نکاح کا پیغام آہی جاتا تو اسے "کھری کھری" سُنا دیتے کہ ہمارا نکاح کا کوئی پروگرام نہیں ہم تو متعہ کریں گے۔ اور آپ کو سوچنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ ارادہ ہو تو دوبارہ رابطہ قائم کریں۔ "کھری کھری" سنانے سے ہماری مراد یہ ہے کہ نورانی صاحب فرماتے ہیں کہ آئندہ کسی سے نکاح نہیں کریں گے۔ معلوم ہوتا ہے پہلا تجربہ تلخ تجربہ ہوا ہے۔ یہ تو کسی رجسٹرار نکاح خواں کو معلوم ہوگا کہ پہلے ان کی جمعیت کا کس سے نکاح ہوا۔ آخر اتحاد میں ان کے علاوہ ۸ اور کھر ۷ سیاسی راہنما تھے۔ ہم اس کے بھی غم میں برابر کے شریک ہیں جس کا نکاح ختم ہوا نیز بھٹو کے دور میں اصغر خان سے ان کا اتحاد کس حیثیت سے تھا؟ نکاح یا متعہ؟ بہر کیف پہلے ایک نکاح تو تھا اب دوسرے نکاح

کے لئے رضا بالاقرار ضروری ہے جس میں وضاحت ہونی چاہیئے۔ اس لئے ان کی رضا یا عدم رضا کھری کھری زبان میں ہو۔

مولانا نورانی جو مسٹر بھٹو کی طرح عوام کی تو نہیں البتہ سواد اعظم کی پیداوار ضرور ہیں، اسی لئے غالباً ان کو ایشیائی اسلامی کانفرنس جو کہ ان کے اپنے شہر کراچی میں ہوئی، مدعو نہیں کیا گیا۔ خدا معلوم ایسی بھی آخر کیا آفت آن پڑی تھی جو سواد اعظم کو اس طرح نظر انداز کر دیا گیا اور کسی کو بھی اس سواد اعظم کی نمائندگی کے لئے نہیں بلایا گیا۔ یہ راز دردن خانہ ہی بہتر ہے "وہ جانے اور وہ جانے" ہماری تو خواہش تھی کہ خود" نورانی علامہ، صاحب الجبہ والعمامہ" بنفس نفیس تشریف لے چلتے مگر ان کی مشکل نماز کی تھی کہ امام کعبہ کی فضیلت ان کے نزدیک مشکوک تھی۔ بہرکیف تو نورانی میاں سواد اعظم کی نمائندگی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نکاح کی زندگی سے تو ہم باز آئے اور ایسی محبت سے بھی۔ لو اب ہم مصلے غلاف کرتے ہیں اور پاندان محبت اٹھائے لیتے ہیں۔ تو یہ بھلی جو آئندہ نکاح کا نام لیں۔

— پاندان کا بھی نورانی صاحب سے گہرا تعلق ہے مشہور ہے کہ وہ نورانی کتھہ جس کا اشتہار اخبارات کی زینت بنا رہتا ہے خوب استعمال کرتے ہیں۔ بہرکیف نکاح کی زندگی سے دل برداشتہ ہو کر انہوں نے اب جمعیۃ کے متعہ کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم کسی کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے قائل نہیں بلکہ بقاء باہمی کے اصول پر پابند ہیں۔ لیکن ہم نہ سمجھ سکے کہ ایسا بھی "دل جلا" کون تھا جس نے مار کے پھونک جلا دیا اور داغ نام نائے بچھڑے ہے کہ وہ نکاح سے الرجک ہو گئے اور اب متعہ کے لئے صدائے عام برائے "یاران نکتہ داں" لگا رہے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس میں کامیاب رہیں ہماری دعائیں ان کے شریکِ حال ہیں۔

یہ ان کا اپنا معاملہ ہے ہمیں زیادہ نوک جھوک کی ضرورت نہیں، صرف یہ عرض کرنا ہے کہ سواد اعظم کے مسلک میں تو شاید متعہ جائز نہ ہو تو پھر آپ نے اس مسئلہ کے جواز کے لئے کونسا "متفقہ حل" تلاش کیا ہے؟ ہمیں امید ہے کہ وہ اس "متفقہ علمی تحقیق" کو جلد ہی کسی ناشر کتب کے حوالہ کریں گے، تاکہ برائے افادۂ متبعین سواد اعظم ہو اور اس کی علمی موشگافیوں سے زیادہ سے زیادہ لوگ بہرہ ور ہوں۔

نورانی صاحب کے نکاح ٹوٹنے پر ہمیں تو بہت ہی دکھ ہوا کہ پوری برادری میں عزت کا سبب نہیں۔ ممکن ہے نورانی صاحب کو کبھی پرانی یادیں ستانے لگیں تو وہ بھی اپنے کئے پر نادم ہوں۔ بہرحال ان کو مشورہ تو یہی ہے کہ آپ سواد اعظم کے مسلک کے مطابق جمعیت کے لئے کوئی ایسی صورت نکالیں کہ اتحاد میں ہی دوبارہ پناہ مل سکے۔ اس کی شاید "حلالہ" کے علاوہ اور کوئی صورت نہ ہو۔ ملک و قوم کے مفاد میں پہلے بھی بہت قربانیاں دی ہیں، ایک قربانی اور سہی کہ ابھی تو منزل دور ہے اور تا دمِ آخر غافل مباش۔

اب یہ مشکل ایک اور ہو گئی کہ جن لوگوں کے نزدیک متعہ جائز ہے انہوں نے سیاسی متعہ کے لئے زور شور سے تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تو وارے نیارے ہو گئے۔ اس لئے بھی کہ نورانی میاں کی مجبوری ہے کہ اصحاب متعہ کے علاوہ اور کوئی گروپ بھی فی الحال سیاسی میدان میں نہیں۔ اصغر خان جس سے نورانی صاحب پہلے بھی تعلق رکھ چکے ہیں اور آج کل ان سے "ہم خیال" ہونے کے باوجود لاتعلق ہیں۔ وہ تنہا پرواز کرنا چاہتے ہیں اور پی۔ این۔ اے سے تو نکاح ہی ختم ہے اب اصحاب متعہ کے ساتھ پینگیں ڈالنا مناسب ہے کہ

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

لیکن اگر نکاح کا ارادہ ہو اور موزوں رشتہ نہ ملتا ہو تو ایک اشتہار "برائے ضرورت رشتہ" اخبارات و رسائل کو جاری کر دیں کہ ضرورت ہے ایک رشتہ کی، ایسی فرمانبردار جمعیت کے لئے جو کسی مسئلہ پر اختلاف نہیں رکھتی اور ہر بات متفقہ طور پر طے کرتی ہے اور یہ اشتہار بھی متفقہ فیصلہ کے تحت ہی جاری کیا گیا ہے۔

اور اگر بایں ہمہ کوئی رشتہ نہ ملے تو مجبوری ٹھہری، پھر ان کی صوابدید..... لیکن امید ہے کہ ابھی سیاسی لوگوں میں کچھ شعور باقی ہے ورنہ اتنی بڑی جماعت کو نظر انداز کیا کر سکتے ہیں اور متعہ تک نوبت نہیں پہنچے گی کہ یہ اہل سنت کے نزدیک جائز نہیں۔

ہمارے ایک دوست جو عرصہ سے یہ اصرار کرتے چلے آ رہے تھے کہ نورانی صاحب کو تا حال سیاسی شعور نہیں۔ اگر ہے تو وہ کم عمری کی وجہ سے پختہ نہیں ہو سکا۔ اس لئے وہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ کم عمری میں غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ آخر ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن تو ہوئے کہ سیاست میں وارد ہوئے تھے۔ سن ۱۹۷۰ء سے پہلے تو کوئی وجود نہیں ملتا۔ اگر کہیں آثار قدیمہ میں ان کا وجودِ مسعود مل جائے تو ہم اس کو برائے یادداشت رکھنے کو آمادہ ہیں۔

ہمارا ہمیشہ ان سے اختلاف رہا کہ آپ نہیں جانتے وہ بہت بڑے بین الاقوامی مبلغ اور سیاستدان ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ دیکھو اتحاد سے نکلے اور بات نکاح اور متعہ پر آ کر ٹوٹی۔

ہم نے کہا ہمیں آپ سے اختلاف ہے۔ باقی آپ کی اپنی رائے ہمیں اعتراض کا حق نہیں کہ سیاست میں کوئی بات حرفِ آخر نہیں ہوتی۔

اظہارِ غم :-

حاجی غلام نبی صدر جمعیۃ علماء اسلام طوطہ کان نے مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے سابق مہتمم شیخ التفسیر محدث کبیر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی اچانک موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور حضرت کی موت کو قومی المیہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

ابوعمار زاہد الراشدی



سیاسی سرگرمیوں پر مسلسل پابندی

مسلم لیگی راہنماؤں اور بعض دیگر سیاستدانوں کی وفاقی کابینہ میں شمولیت کے بعد یہ توقع ہو چلی تھی کہ وفاقی کابینہ کا سیاسی عنصر ملک میں سیاسی عمل کی بحالی کے سلسلہ میں کچھ پیش رفت کر سکے گا مگر وفاقی کابینہ کے پہلے رسمی اجلاس میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی برقرار رکھنے کا جو فیصلہ ہوا ہے وہ کچھ خوشگوار اور تاثر کا باعث نہیں بن سکا۔

غیر سیاسی عناصر اگر سیاست کے پبلک مفاد میں ہونے پر کلام کریں یا سیاستدانوں کے طرز عمل کو بلا استثناء ہدف تنقید بنائیں تو ان کی بات سمجھ میں آتی ہے لیکن سیاست کو محدود اور سیاستدانوں کو پابند رکھنے کا فیصلہ ان سیاستدانوں کے ہاتھوں سمجھ میں نہیں آتا جو اس مقام پر سیاسی عمل ہی کے واسطے سے پہنچے ہیں اور جو کابینہ میں شمولیت سے ایک لمحہ پہلے تک سیاسی کی آزادی اور سیاسی عمل کی بحالی کے داعی رہے ہیں۔

ہمارا یہ پختہ یقین ہے کہ اس ملک کا استحکام، بقا اور ترقی سیاسی عمل کو فطری راستوں سے آگے بڑھانے میں ہے۔ ماضی میں بھی ہم تلخ تجربہ کر چکے ہیں کہ سیاسی عمل کو روکنے کا نتیجہ قوم و ملک کے حق میں ہمیشہ منفی رہا ہے اور آئندہ بھی اس منفی عمل سے کسی مثبت نتیجہ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے سیاسی و غیر سیاسی حکمران سیاسی جماعتوں کے منظم نہ ہونے کا شکوہ بیک زبان کر رہے ہیں لیکن اس سیاسی تعطل کو جاری رکھنے پر بھی مصر ہیں جو سیاسی جماعتوں کی تنظیم اور استحکام میں سب سے بڑی [illegible] ہے۔

ہم چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور ان کے سیاسی و غیر سیاسی رفقاء سے یہ عرض کریں گے کہ از راہ کرم اس فیصلہ پر نظر ثانی فرماتے ہوئے ملک میں سیاسی عمل کو بحال کریں تاکہ سیاسی جماعتوں کو منظم ہونے کا موقع ملے اور فعال سیاسی گروہ رائے عامہ کی حمایت سے آگے آکر ملک میں خوشگوار سیاسی فضا قائم کر سکیں۔

جمعیۃ علماء پاکستان کے راہنماؤں سے:

جمعیۃ علماء پاکستان کو ملک کی ان جماعتوں میں خصوصی اہمیت حاصل ہے جو سیاست میں دینی مزاج، روایات اور اقدار کی حامل ہیں اور یہ جماعت ملک میں ایک خاص مذہبی مکتبِ فکر کی نمائندگی کرتی ہے۔

بھٹو حکومت کے دور میں جمعیۃ علماء پاکستان کی نئی قیادت نے مولانا شاہ احمد نورانی کی سرکردگی میں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر جمہوری اقدار کی بحالی کے لئے سیاسی و مذہبی مکاتبِ فکر سے اشتراک و اتحاد کے ساتھ اپنا جو سیاسی امیج مسلسل محنت کے بعد بنایا تھا اس کے پس منظر میں جمعیۃ علماء پاکستان کے قائدین کے تدبر، سیاسی سوچ اور اعتدال کے تاثرات ابھرتے ہیں اور یہ بات ملک کے سیاسی حلقوں کے لئے اطمینان کا باعث تھی کہ قومی سیاست میں مختلف مذہبی مکاتبِ فکر کی نمائندگی کرنے والی جماعتوں کے مابین رواداری، [illegible] اور اشتراک میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

مگر جمعیۃ علماء پاکستان کی قیادت نے پہلے متحدہ جمہوری محاذ سے لاتعلق ہو کر اس تاثر و اطمینان پر ہلکی سی ضرب لگائی جس کا ازالہ مارچ ۷۷ء کے انتخابات اور اس کے بعد تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں "پاکستان قومی اتحاد" [illegible] پلیٹ فارم پر سرگرم مشترکہ جدوجہد [illegible] ہو گیا اور محب وطن حلقوں نے [illegible] پھر اطمینان کا سانس لیا۔

لیکن جمعیۃ علماء پاکستان کے رہنماؤں نے پاکستان قومی اتحاد کے سلسلہ میں گذشتہ ایک سال سے جو طرز عمل مسلسل اپنائے رکھا اس نے صاف ستھری سیاست کا تصور رکھنے والے سیاسی حلقوں کو ایک بار پھر اضطراب سے دوچار کر دیا۔ تاآنکہ جمعیۃ علماء پاکستان اپنے پہلے سے طے شدہ فیصلہ کے مطابق پون برس کی بے معنی جھک جھک کے بعد بالآخر پاکستان قومی اتحاد سے الگ ہو گئی اور اب اس کے چھوٹے بڑے سبھی راہنما ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دینے کے "مقدس عمل" میں مصروف ہیں۔

ہمیں جمعیۃ علماء پاکستان کی پاکستان قومی اتحاد یا متحدہ جمہوری محاذ سے وابستگی اور علیحدگی کے فیصلوں پر کلام نہیں کیونکہ یہ ہر پارٹی کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی سیاسی اتحاد سے وابستہ ہو یا نہ اور وابستگی کے بعد اسے برقرار رکھے یا توڑ دے اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء پاکستان نے اپنا حق استعمال کیا ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے، اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر ہمیں جمعیۃ

پاکستان کے راہنماؤں کے اس رویہ اور ان کی ان سرگرمیوں پر شدید اعتراض ہے جو ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے خاتمہ کا باعث بن رہی ہیں اور جو قومی سیاست کو سیاسی مسائل اور تقاضوں سے ہٹا کر فرقہ وارانہ مذہبی اختلافات کے ساتھ وابستہ کر دیتی ہیں کسی منظم سازش کا حصہ معلوم ہوتی ہیں۔

ملک میں مذہبی اختلافات اور فرقہ وارانہ منافشت کا اپنا ایک الگ پلیٹ فارم موجود ہے اگرچہ ہمیں وہاں بھی یہ اصرار ہے کہ مذہبی اختلافات کو علمی اور تحقیقی دائرہ میں محدود رہنا چاہیئے اور پبلک سٹیج پر لا کر نئی نسل اور خالی الذہن مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے مگر قومی سیاست کو تو بہر حال فرقہ واریت کے زہر سے محفوظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ اگر ہم خدانخواستہ قومی سیاست اور فرقہ وارانہ اختلافات کے دائروں کو الگ الگ رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو خاکم بدہن یہ بات اس قوم کو خانہ جنگی کے جہنم میں دھکیلنے کے سوا اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکے گی۔

اس پس منظر میں جب ہم بعض سیاسی راہنماؤں کے اس مطالبہ کے مضمرات پر نگاہ ڈالتے ہیں کہ فرقہ وارانہ بنیاد پر سیاست میں حصہ لینے والی جماعتوں پر پابندی لگا دی جائے تو ہمیں یہ مطالبہ یکسر بے وزن بھی محسوس نہیں ہوتا کہ قوم کو فرقہ وارانہ جنگ سے بچانے کا آخری حربہ یہی ہو سکتا ہے۔

اس لئے ہم جمعیۃ علماء پاکستان کے قائدین سے یہ مؤدبانہ استدعا ضروری سمجھتے ہیں کہ خدارا اپنے اس طرز عمل پر نظر ثانی فرمائیں اور ان کے چھوٹے بڑے راہنما ملک بھر میں مذہبی اجتماعات کی آڑ میں فرقہ وارانہ اختلاف کو ہوا دینے کی جس مہم میں مصروف ہیں اسے بند فرمائیں کہ عقل و دانش کا راستہ یہ نہیں ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے رفقاء ملک و قوم کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے رویہ پر ضرور نظر ثانی فرمائیں گے اور قومی وحدت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی اس فضا کو ختم کرنے کی ذمہ داری اپنے سر نہیں لیں گے

قوم نے بے پناہ قربانیوں اور ایثار کے بعد قائم کی ہے اور جس فضا کے مجروح ہو جانے کے بعد نہ صرف نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل خاکم بدہن موہوم ہو کر رہ جائے گی۔

بلکہ الحاد و دہریت کے ساتھ ساتھ شمال مغرب سرحد پر دستک دینے والے عالمی کمیونزم کا راستہ روکنا بھی کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔



حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب مدظلہ کا بصیرت افروز خطاب

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دورۂ پاکستان کے موقع پر ملتان میں کی جانے والی تقریر کی تیسری قسط۔ اس تقریر کی دو قسطیں ترجمان اسلام کے گذشتہ شماروں میں چھپ چکی ہیں۔ "ادارہ"

موت کی تمنا علامتِ ولایت ہے:

اولیاء اللہ رات دن موت کی تمنا میں رہتے ہیں اُن کی زبان پر تو یہ رہتا ہے ؎

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم وزپئے جاناں بروم
نذر کردم کہ اگر آید بسر ایں غم روزے
تا در میکدہ شاداں و غزلخواں بروم

وہ کونسا مبارک دن ہوگا کہ اس اجڑے ہوئے دیار کو ہم چھوڑیں گے اور اس شہر مطلوب میں پہنچیں گے جہاں اللہ سے ہمارا رابطہ قائم ہوگا۔ خدا کرے کہ وہ ساعت جلد آئے۔ تو اولیاء اللہ کے دل میں تو (موت کی) تڑپ رہتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھوپالی، نقشبندیہ خاندان میں سے ہیں اور ہمارے بزرگوں میں سے تھے۔ ان سے بہت فیضان اور (مخلوق کو) فائدہ ہوا۔ مرض وفات جب شروع ہوا اور موت بالکل قریب آئی تو لوگوں نے جاکر تسلی دی کہ حضرت فکر نہ فرمادیں انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ غصہ آگیا مولانا کو۔ فرمایا:

"عمر بھر اس وقت کی تمنا میں رہے اور تم اسی کو ہٹانے آئے ہو؟ تسلی دینے آئے ہو؟ خدا خدا کرکے وقت آیا کہ موت قریب آئی اور تم موت سے تسلی دینے آئے ہو کہ اور زندہ رہوں۔ خبردار اس کے بعد ایسا جملہ مت کہو، دعا کرو حسن خاتمہ ہو جائے، تسلیاں مت دو کہ میری عمر زیادہ ہو۔ عمر بھر میں اس وقت کی تمنا میں تھا، وقت آیا تو تم ہٹانے آگئے"۔

یہ کیفیت ہوتی ہے اہل اللہ کی کہ موت کی تمنا اور محبت ہوتی ہے۔

"طالب علمانہ شبہ"

یہاں پر ممکن ہے کہ کوئی طالب علم طالب علمانہ طریق سے یہ شبہ کرے کہ ایک حدیث میں تو موت کی تمنا کرنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ فرمایا گیا لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ۔ دیکھو تم میں کوئی موت کی تمنا نہ کرے، تو یہاں تو یہ فرمایا جا رہا ہے کہ موت کی تمنا کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا دیتے ہیں کہ موت کی محبت ہر قلب مسلم میں ڈال دی جائے تو بظاہر تعارض ہے۔

"جواب:- میں کہتا ہوں تعارض نہیں ہے جس حدیث میں یہ فرمایا گیا لایتمنین احدکم الموت کہ دیکھو موت کی تمنا مت کرو، اسی روایت میں یہ لفظ بھی ہیں بِضُرٍّ نَزَلَ بِہٖ موت کی تمنا مت کرو دنیا کی کسی مصیبت سے گھبرا کر، بیماری سخت ہوگئی کہ موت کیوں نہیں آجاتی، افلاس بڑھ گیا تو تمنا کرو۔ اس کی ممانعت ہے کہ دنیا کے مصائب سے گھبرا کر موت کی تمنا مت کرو، یہ بے اعتمادی ہے حق تعالٰے پر اور یہ بندگی کے خلاف ہے۔ باقی اللہ سے ملاقات کے شوق میں یہ تمنا کرنا، یہ ولایت کی علامت ہے۔ تو ہر ولی کامل دل میں شوق رکھے گا اللہ سے ملاقات کا اور چاہے گا کہ جلد اللہ تک پہنچ جاؤں۔ بہرحال موت جہاں گھبرا دینے والی چیز ہے وہاں ایک عظیم تحفہ اور نعمت بھی ہے۔

موت —— چھوٹوں کے جوہر کھلنے کا ذریعہ:

میں کہتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی ایک بڑی نعمت ہے کہ اگر قیامت تک ہمارے بڑے بیٹھا رہا کرتے تو چھوٹوں کے جوہر کھلنے کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ چھوٹوں کا نہ علم سامنے آتا نہ کمال۔ بلکہ بڑوں کا کمال سامنے رہتا۔ سب اسی میں لگے رہتے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک دنیا میں تشریف رکھتے تو صحابہؓ کے جوہر نہیں کھل سکتے تھے۔ وہ ہر وقت اطاعت شعاری اور طاعت گذاری میں رہتے۔ مستقل ہو کر آگے آکر اپنی طبیعت اور قلب کے جوہر نہ دکھلاتے۔ نہ صدیق اکبرؓ کے جوہر کھلتے، نہ فاروق اعظمؓ کے جوہر کھلتے۔ یہ تو جبھی ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور یہ قائم مقام بنے۔ قائم مقامی کا کام انجام دیا تو اس میں تمام کے جوہر کھلے تو میں کہتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی موت نعمت ہے کہ چھوٹوں کے جوہر کھلنے کا ایک ذریعہ ہے۔

اگر آج مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہیں، یہ مسلّم ہی چیز ہے لیکن ان کے خلفِ صالح موجود ہیں، ان کی ذریّت صالحہ موجود ہے ان کے تلامذہ موجود ہیں جو اس کام کو جاری رکھیں گے اور ان کی طبیعت میں جو جوہر موجود ہیں وہ کھلیں گے۔ اگر مولانا ہی رہتے تو یہ چیزیں کبھی نہ کھل سکتیں، تو یہ بھی ایک فائدہ کی چیز ہے۔ اگلوں کے جوہر کھلنے کا ذریعہ ہے اگلے دنیا کو آباد کریں گے وہی کلمہ پہنچائیں گے۔

"موت نہ ہو تو نئی نسل کے

دین سمجھنے میں دشواری پیش آئے؛

کیونکہ ہر زمانے کی نفسیات الگ الگ ہوتی ہیں۔ ہر سَو برس کے بعد نفسیات بدل جاتی ہیں اسی واسطے حدیث میں وعدہ کیا گیا:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ مِائَۃٍ کُلِّ سَنَۃٍ مَنْ مُّجَدِّدِ الْعَارِفِیْنَ

ہر قرن پر مجدّد کا وعدہ کیا گیا ہے کہ جاہلانہ طریق پر جو لوگ تاویلیں کرکے دین میں خلط پیدا کر دیں گے، اللہ سَو برس کے بعد پھر مجدد پیدا کر دیں گے۔ وہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دے گا۔ پھر دین کو نکھار دے گا پھر آراستہ بنا دے گا۔ پھر صدی ختم ہوگی فتنے بڑھیں گے پھر اللہ کسی مجدّد کو بھیج دے گا، وہ پھر نکھار دے گا۔ اس لئے کہ سو برس پر یا ایک قرن پر وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ سَو برس میں ایک نسل ختم ہو کر دوسری نسل کا آغاز ہو جاتا ہے اور ہر آئندہ آنے والی نسل کے نظریات الگ ہوتے ہیں۔ افکار الگ ہوتے ہیں۔ نفسیات الگ ہوتی ہیں، اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ اسی دَور کے اہلِ علم انہی کے نفسیات میں ان کو دین سمجھانے والے ہوں۔ پرانے لوگ اگر ہوتے تو اپنی نفسیات میں سمجھاتے تو وہ لوگ دین کو نہ سمجھتے اس لئے اللہ نے موت کو رکھا تاکہ نئے لوگ جب آئیں تو نئے مجدد بھی پیدا ہوں۔ اسی زمانے کی اصطلاح میں، اسی زبان میں، اسی ڈھنگ سے دین کو پیش کریں اور سمجھائیں تو موت اس لحاظ سے بھی بڑی نعمت ثابت ہوتی ہے کہ وہ ذریعہ ہے تربیت اور اصلاح کے تفنن اور تعدد کا تاکہ مختلف الوان سے تربیت خداوندی میں داخل ہو۔

ہر دور کے تقاضوں کے مطابق

علماء وقت نے اسلام کو پیش کیا؛

ایک زمانہ تھا کہ روایت کا غلبہ تھا، عوام میں سے کوئی اس وقت تک دین کی بات نہیں مانتا تھا جب تک کہ سند پڑھ کر کوئی حدیث نہ سنا دی جائے، تو یہ روایت کا دور تھا۔ روایتی طور پر دین کو قائم کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد عقل پسندی کا دور آیا۔ یہ معتزلہ کا دور تھا۔ کوئی شخص دینی مسئلہ کو نہیں مانتا تھا جب تک کہ عقلی پیرائے میں نہ سمجھائیں تو ایسے علماء اللہ نے کھڑے کئے۔ امام رازیؒ، امام غزالیؒ کہ انہیں انہی کی زبان میں دین سمجھایا۔ ان کو تتاقب کیا۔ پھر ایک زمانہ تصوف پسندی کا آیا جب تک صوفیانہ رنگ میں کوئی نہ سمجھائے لوگ نہیں سمجھتے تھے تو اللہ نے ایسے صوفیائے کرام کھڑے کئے کہ ہر مسئلہ کو صوفیانہ رنگ میں ڈھالتے کہ لوگ ماننے پر مجبور ہو گئے آج حسیات کا دور ہے فلسفۂ قدیم کا دور ختم ہوا جو محض نظریاتی طور پر فلسفہ تھا۔ اب حسیات کا دور ہے، مشاہدات کا دور ہے۔ جب تک ایسے علماء نہ ہوں کہ مشاہدات کے انداز میں، سائنس کے انداز میں، حسّی مثالوں سے دین کو نہ سمجھائیں لوگ نہیں سمجھیں گے، تو اگر بڑے ہی لوگ بیٹھے رہتے تو آج کی اصطلاحات سے ناواقف ہوتے تو دین نہ سمجھا سکتے اللہ نے انہیں اٹھا لیا، اُن کے خلف صالح پیدا کر دیئے کہ وہ اس دور کے مطابق اسی رنگ میں سمجھائیں تو بہر حال موت جیسے فرحِ اکبر ہے، جیسے عظیم ترین مصیبت ہے ویسے عظیم ترین نعمت بھی ہے۔ عظیم ترین انعام خداوندی بھی ہے تو موت کے بارے میں صرف ایک پہلو ہی سامنے نہ رہنا چاہیئے، ہائے افسوس، ہائے افسوس کا، بلکہ خوشی کا بھی ایک پہلو ہے کہ یہ تحفۂ مومن بھی ہے یہ طریقہ ہے راستہ ہے اللہ تعالیٰ کے ملنے کا۔ یہ طریقہ ہے دنیا کی آبادکاری کا۔ یہ طریقہ ہے نئے نئے علوم کے پیدا ہونے کا اور نئے نئے مربیوں کے پیدا ہونے کا۔ اس لئے موت کا ایک پہلو نہیں کہ اس سے ڈریں بلکہ موت میں پہلو خوشی کا بھی ہے کہ اس کا انتظار بھی کرے، اس کی تمنا بھی دل میں رکھے۔ تو اس لئے میں نے عرض کیا کہ لوگ موت کو ہر وقت وحشتناک سمجھتے ہیں حالانکہ وہ وحشت کی چیز نہیں ہے۔ اگر تعلق مع اللہ مضبوط ہے تو اس سے بڑھ کر نعمت کی کوئی چیز نہیں، اگر اللہ سے غفلت ہے تو بے شک موت عظیم ترین مصیبت بھی ہے۔ اسی واسطے وہ کفار کے حق میں مصیبت ہے مومن کے حق میں مصیبت نہیں ہے۔

کافر کی یہی تمنا رہتی ہے کہ

زندگی ختم نہ ہونے پائے؛

اور فرمایا گیا کہ کافر تمنا کرتا ہے کہ زندگی بڑھتی ہی رہے

وَلَتَجِدَنَّھُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوۃٍ۔ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا۔ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَۃٍ

تم ان کفار کو دیکھو گے کہ سب سے زیادہ حریص ہیں دنیا کی زندگی پر، موت کے نام سے بھی موت آتی ہے انہیں۔ اور مشرکین کو اگر ہم ہزار برس کی عمر بھی دیدیں تو بھی اسی کی تمنا کریں گے کہ ایک ہزار برس اور ہو۔ یہ حال اور خاصہ کفار کا ہے اور مومن کا یہ ہے کہ لمبی عمر ہو جائے تو اکتا جاتا ہے کہ اللہ جلدی بلا لیجئے کہ آپ سے مل لوں۔

حاشیہ ✗: خط کشیدہ الفاظ مدارس عربیہ کے بااختیار ان افراد کے لئے خصوصی توجہ کے مستحق ہیں جو ایک زمانے سے فلسفہ قدیم پڑھا رہے ہیں اور ان کو شکوہ ہے کہ لوگ دین سے بیزار کیوں ہیں؟ کیا اس میں ہمارا اپنا قصور ہے کہ ہم ان کی زبان میں بات نہیں کرتے، یا عوام کا قصور ہے کہ وہ ہماری زبان نہیں سمجھتے؟ مدیر دارالعلوم دیوبند کے الفاظ میں قصور وار کون ہے۔؟

(از مرتب ۱۲)

بقیہ

محمد زاہد بلند شہری

جہادِ آزادی میں دو لاکھ مسلمانوں اور ۵۷ ہزار جیّد علماء کو شہید کیا گیا۔

انجمن اسلامیانِ لاہور کی جانب سے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند جلیل جناب حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدنی مدظلہ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا۔ خطبۂ استقبالیہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ نے پیش کیا۔ حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی کے خطاب کی رپورٹ حاضرِ خدمت ہے۔ (ادارہ)

میں آپ حضرات کے اس کرم و عنایت کا جو آپ نے میری ذات کے ساتھ نہیں بلکہ جماعت اور اسلام کی حقیقی روح کے ساتھ فرمایا ہے تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

محترم بزرگو ہند میں اللہ نے ایسے نفوسِ قدسیہ کو پیدا فرمایا جنہوں نے ہر دور میں اسلام کو سربلند کرنے کے لئے بڑے بڑے کارنامے اور قربانیاں دیں۔

سقوطِ ہند کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے اعلان کیا کہ "ملک خدا کا، حکومت بادشاہ کی، حکم کمپنی بہادر کا۔"

اس اعلان کے فوراً بعد دارالحرب قرار پایا اور طے پایا کہ ملک کو آزاد کرانا فرض ہے۔

پہلا جہادِ آزادی سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے دور میں لڑا گیا۔

دوسرا جہادِ آزادی ۱۸۵۷ء میں لڑا گیا۔ اس جہاد میں بیس لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی اور دو لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ دوسرے جہادِ آزادی میں انگریز نے ہند پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد انگریز نے اعلان کیا کہ "جو عالم ملے اس کو مار ڈالو۔ اس کو جرم بتلانا ضروری نہیں، جس کے چہرہ پر داڑھی اور لمبا کرتا دیکھو مار ڈالو۔" اس طرح ۵۷ ہزار علماء کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر شہید کیا گیا۔ اتنی بڑی تعداد میں علماء کے شہید کئے جانے کے بعد ایسی مشکل حالت ہو گئی تھی کہ جنازہ پڑھانے اور میراث کا مسئلہ بتانے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ ان حالات میں ہمارے ان اکابر نے ددبدو جہاد کیا اور جنگ لڑی — انگریز کا مقابلہ کیا۔ اللہ کے فضل سے یہ اکابر بچ گئے تھے انہوں نے ازسرِ نو قاضی والقضا مقرر کئے۔ ہر شخص کو ذمہ داری سونپتے ہوئے عہدے تقسیم کئے اور دین و مذہب کے احیاء اور بقا کے لئے چھاؤنیاں یعنی مدارس قائم کئے۔

اور غلامی سے قبل ہندوستان میں بڑے بڑے نواب و جاگیردار باقاعدہ مالیانہ دیتے تھے۔ عدالتیں تھیں، اور ان عدالتوں میں قاضی و منشی تھے۔ عوام کے لئے دین کی تعلیم اور فوج کا انتظام تھا۔ اسی طرح دین کی تعلیم پھیلی ہوئی تھی۔

مگر انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کے بعد علماء دین داروں، جاگیرداروں اور نوابوں کو ختم کر دیا۔ چند غدار نواب رہ گئے۔ انہوں نے غداری کی۔ ان کا قبلہ و کعبہ انگریز تھے۔

ہمارے بچ جانے والے اکابرین نے دینی مدارس قائم کئے اور یہ سلسلہ اللہ نے بڑھایا۔ اور اس طرح بڑھا کہ اب جو اسلام کی صورتیں حالتیں ہیں ان کا ۹۰ فی صد ان کے طفیل ہیں۔ آپ کسی بھی ملک میں چلے جائیں جہاں بھی دینی کام ہو رہا ہے ان دینی مدارس کے فیض یافتہ ہیں — اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو قبول فرمائے۔

ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ تمام عالمِ اسلام کی آزادی کا مسئلہ تھا۔ اس کے بعد حضرت مدنیؒ نے حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ وغیرہ کو افغانستان بھیجا تاکہ افغان حکمرانوں کو ہندوستان کے مسلمانوں کی امداد پر آمادہ کیا جائے۔ ان دنوں افغان حکومت برطانیہ اور روس وغیرہ سے اچھے تعلقات قائم کر رہی تھی۔ وہاں افغان حکمرانوں سے طے پایا کہ اندرونِ ہندوستان بغاوت کی جائے اور باہر سے ہندوستان پر حملہ ہو۔ اسی دوران حضرت مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور انور پاشا وغیرہ سے ملاقات کی ماسا دیگر وہاں بغاوت ہوئی اور شریف حسین برسرِ اقتدار آ گیا۔ انگریز کے کہنے پر شریف حسین نے ان کو قید کر دیا۔ جیزیہ (قاہرہ) میں قید رہے آخر کار کوئی ثبوت نہ ملنے پر انہیں مالٹا میں قید کر دیا جہاں دوسرے ہندوستانی مسلمان بھی قید تھے۔ "ہندی شیخ" کا خطاب وہیں ملا۔ ۴½ سال قید کاٹنے کے بعد رہا ہوئے۔ ہندوستان بھر کے تمام معتقدین ان کے استقبال کو آئے حضرت مدنیؒ نے مسلمانوں سے باہم مل کر

ملے گیا کہ کس طرح کام کرنا ہے ۔ آزادی کی تحریک کو عدم تشدد پر چلانے کا فیصلہ کیا ۔ اسی پلیٹ فارم سے ہندوستان آزاد ہوا ۔ پچاس ہزار افراد جیل گئے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ۔

جمعیۃ علماء ہند کے اکابر اور علماء کرام کی تمام تر توجہ ہندوستان کے مسلمانوں پر رہی ہے ۔

حضرت نے مسلمانوں کو خدا کے بھروسہ پر کام کرنے کو کہا ۔ انہوں نے کہا کہ یہ مصائب چلے جائیں گے ۔ وقت آتا ہے چلا جاتا ہے ۔ خدا کی زمین ہر جگہ ہے ۔ موت یہاں ہے تو وہاں بھی ہے ۔ اس زمین کو جسکا چپہ چپہ خدا کے بندوں کے خون سے سرخ ہے اللہ کے نام سے خالی نہ کرو جمے رہو ۔

بہرحال خدا کے بندے جمے رہے قربانیاں دیں ۔ حالات درست ہوئے تو دونوں ملکوں میں جائیداد کے معاملے پھنسے ہوئے تھے ۔ مسلمان حالات سے متنفر ہوگئے اور اپنی جائیدادیں قانونی طریقوں سے فروخت کیں ۔

۱۹۴۱ء میں جمعیۃ علماء ہند نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ یہاں مذہب کو آزادی ہوگی ۔ تعلیم بھی آزاد ہوگی ۔

آئندہ نسلوں کو دین پر برقرار رکھنے ، دین پہنچانے اور بچوں کو دین سکھانے کے لئے مدرسے بنائیں ۔

اس طرح مدرسے بنے صوبائی اور مرکزی سطح پر تعلیمی بورڈ بنے

پچاس ہزار مکاتب ہندوستان کے چپے چپے میں ہیں ۔ ۴۰ - ۵۰ لاکھ بچے پورے ملک میں پڑھ رہے ہیں ۔ یہ تعلیمی نظام پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے ۔

مکاتیب بڑھتے جا رہے ہیں ۔ ہم نے ہندوستان کے دیہات میں ایسے ایسے مدرسے دیکھے ہیں جس میں بیک وقت گیارہ گیارہ اساتذہ پڑھانے والے ہیں ۔ اس طریقے پر تمام ہندوستان میں جال پھیلایا جارہا ہے ملک میں چپے چپے پر ہزاروں مدرسے کھلے ہیں ۔

جہاں پتہ چلا کہ وہاں پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ نہیں ہے اور ان کا رسم و رواج پرانا ہے وہیں جمعیۃ علماء ہند نے کام کیا ۔

اس طرح انجمن نے مساجد ، کنویں اور دوسرے اصلاحی کام کئے ۔ مشرقی پنجاب میں دس لاکھ مسلمان رہتے ہیں ۔ مشرقی پنجاب کی سینکڑوں مساجد و مکاتیب میں جمعیۃ علماء ہند کے مستقل شعبہ حیات ہیں جو دیہات میں جاکر کام کرتے ہیں ۔ جمعیۃ علماء ہند نے مسلمانوں کی ترقی و ترویج کے لئے بہت کام کیا ہے ۔ جمعیۃ علماء ہند نے ہاؤسنگ کوآپریٹو سوسائٹی قائم کی ہے جو لوگوں کو صنعتی اور رہائشی کاموں کے لئے بلا سود قرضے دیتی ہے ۔

اس کے علاوہ صنعتی مسلمانوں کو ترقی کی راہ پر چلانے کے لئے ادارے قائم کئے ہیں اس میں مارکیٹ اکسپورٹ کا بھی انتظام کیا گیا ہے ۔

حضرتؒ نے مانڈ بادل والوں کو اس کام کا مشورہ دیا تھا ۔ اس مشورے کے مطابق انہوں نے فنڈز وغیرہ قائم کئے ۔ پھر میں نے نو سو روپے سے دیوبند میں کام شروع کیا آج یہ رقم ۴۳ لاکھ روپے سے تجاوز کر رہی ہے ۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک بھر میں ستر جگہ فنڈز قائم کئے گئے ہیں جس سے مسلمانوں کو براہ راست فائدہ پہنچ رہا ہے ۔ عام مسلمانوں سے اس بارے میں استدعا کی گئی ہے کہ جو کچھ بچاؤ اس فنڈ میں جمع کراؤ ۔ اس فنڈ سے مسلمانوں کو سونے چاندی کی ضمانت دینے پر غیر سودی قرض دیا جاتا ہے ۔ یہ تجربہ بہت حد تک کامیاب رہا ہے ۔ اسی سلسلہ میں عنقریب دیوبند میں عام مسلمانوں کی دو روزہ کانفرنس منعقد ہونے والی ہے ۔

ہمارا مقصد مسلمانوں میں اسلامی ماحول پیدا کرنے کے لئے ترجمہ قرآن شریعت ، حلال ، حرام ، نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ ، قرآن حدیث کی معلومات کی تعلیم ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی پہلو ان کے سامنے بیان کرنا ہے تاکہ باہم بغض و عناد جو انگریز نے پیدا کیا ہے اس کو دور کیا جائے ۔

ہندوستانی مسلمان مذہب معاشرت اور تہذیب و تمدن کے بارے میں بہت حساس ہیں ۔ کسی قیمت پر بھی اس کے خلاف کوئی چیز قبول نہیں کریں گے کیونکہ اس کے بغیر ہمارے دینی ماحول کا پتہ نہیں چلتا ۔

جہاں سکول و مدارس نہیں ہیں ہم نے کوشش کی ہے کہ وہاں مدارس قائم ہوں ۔ ہائی سکول کالج ٹیکنیکل کالج ، ہائی ٹیکنیکل کالج اور دوسرے تعلیمی ادارے فنڈز سے قائم ہوں ۔ اس طرح روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کو تعلیم سے محرومی نہ ہوگی ۔

جمعیۃ علماء ہند ٹیکنیکل سکولوں کو بارہ ہزار روپیہ کے وظیفے دے رہی ہے ۔ اسی طرح ۱۰۰ تربیتی مرکز (TRAINING CENTRE) بھی بنائے گئے ہیں تاکہ پبلک سروس کمیشن یا دوسرے اداروں میں انٹرویو ۔ ٹیسٹ امتحان دینے سے پہلے وہاں ٹریننگ دی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمان ملازمتیں حاصل کرسکیں اور ہزاروں امیدواروں میں سے چنے جائیں ۔

جمعیۃ علماء ہند نے تعلیم کے علاوہ سماجی اصلاح کے لئے بھی کام کیا ہے ۔ تمام برائیاں فضول خرچی اور رسوم بدعت اور وہ تمام اعمال جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور جن کا اسلام سے تعلق نہیں ختم کرنے اور اصلاح کرنے کیلئے محلے اور برادری وار کام کیا ہے ۔ اس کے لئے ہماری اسلامی پنچایت ہے ۔ اس میں علماء ، قانون دان ، دانشور ہیں یہ تمام دشمنیاں اور بغض و عناد کے علاوہ برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہے ۔

تیسری چیز ہمارے لئے اقتصادی اصلاح ہے ۔ اسلامیہ فنڈز کے نام سے اس میں مسلمان اپنا روپیہ رکھا کریں اور اس فنڈ سے مستحق و نادار افراد کی مدد اور بے سہارا غریب لڑکیوں کی شادیاں ہوں ۔

ہماری تمام تر توجہ مسلمانوں کی حالت سدھارنے پر ہے ۔ ہم مسلمانوں کو صحیح دینی زندگی کی طرف دعوت دے رہے ہیں بقیہ صـ ۱۸ پر

خطبۂ استقبالیہ

۱۷ جولائی ۱۹۷۸ء، بروز پیر، ۵½ بجے شام، باغ جناح لاھور میں

جانشینِ شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد المدنی قدس سرہٗ حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند
کے اعزاز میں دی گئی دعوت استقبالیہ میں پیش کیا گیا۔
جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے پڑھا۔

(ادارہ)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت گرامی حضرت مولانا
سید محمد اسعد صاحب مدنی
متعنا اللہ تعالیٰ ببقائکم
و دیگر مہمانان گرامی!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

انجمن اسلامیان لاہور کے کارکن آج کے پُر مسرت موقع پر جہاں رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہیں وہاں آپ حضرات بالخصوص مہمان ذی وقار کے بھی ممنون ہیں کہ اس خوشی و مسرت کا باعث آنجناب کی تشریف آوری اور ہماری دعوت کو قبول فرمانا ہے۔ جو مہمانان گرامی آج ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں انہیں بلاشبہ اسلامیان عالم بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی متاعِ عزیز اور ان کے بیدار مغز، دوراندیش اور بہادر قائد و رہنما ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرات! برصغیر جو آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش جیسے ممالک پر مشتمل ہے شاندار ماضی اور روایات کا حامل تھا اور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کے سب سے پہلے برگزیدہ بندے اور نبی سیدنا آدم علیہ السلام کا ہبوط اسی خطہ میں ہوا، اور پھر سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی یعنی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو جن علاقوں اور خطوں کو صحابہ و تابعین ہی کے دور میں اس سعادت سے اپنا دامن بھرنے کا موقع ملا ان میں یہ خطہ بھی شامل ہے۔ مصدقہ روایات کے مطابق خلیفۂ ثالث داماد پیغمبر سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہاں کی سرزمین پرچم اسلام تلے آچکی تھی جبکہ دیگر تابعین کے عہد میمون میں محمد بن قاسم علیہ الرحمۃ کی قیادت میں ارباب غیرت و عزیمت نے یہاں کے طویل حصہ پر پرچم اسلام لہرا دیا۔ اس وقت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے غاصبانہ قبضہ تک یہ خطہ مسلم حکمرانوں کے تقریباً زیر نگیں رہا جنہوں نے اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو تاریخ کا عظیم سرمایہ ہیں۔

اس کے علاوہ حضرات صوفیاء کرام اور علماء عظام نے ہر دور میں یہاں شجر اسلام کی آبیاری کا فریضہ سرانجام دیا اور واقعہ یہ ہے کہ آج اس پورے خطہ میں بتیس کروڑ کے قریب کلمہ گو مسلمانوں کا وجود ان ہی اہل اللہ اور مصلحین امت کی سرگرمیوں کا مرہون منت ہے۔

یہ خطہ جہاں اپنے دامن میں بے پناہ خوبیاں رکھتا ہے وہاں اکثر و بیشتر اس میں مختلف النوع فتنے بھی جنم لیتے رہے ہیں جن میں سے بعض تو ایسے تھے جن کی شدت سے ملت کا وجود تک متزلزل ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا لیکن "پاکبازان ملت" کی وہ جماعت جس کی خبر حضور رحمتِ دو عالم، ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، ہمیشہ آگے بڑھ کر ان فتنوں کا مقابلہ کیا اور ان کی محنت و کوشش کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت نصیب فرما کر ملت کو ان سے محفوظ رکھا۔

ان "پاکبازان امت" میں سے پہلی مؤثر ترین شخصیت حضرت الامام، الشیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کی ہے جو اس خطہ میں آنے والے پہلے مجدد ہیں بلکہ "الف ثانی کے مجدد" آپ کے دور کا وہ فکری فتنہ جسے دین الٰہی کا نام دیا جاتا ہے اپنے اثرات کے اعتبار سے اتنا شدید تھا کہ اگر حضرت مجدد قدس سرہٗ کا سوزِ دروں اور ان کی محنت شاقہ نہ ہوتی تو ملت خطرناک ترین صورتِ حال کا شکار ہو جاتی۔ آپ نے جہاں سلطنتِ مغلیہ کی پٹڑی سے اتری ہوئی گاڑی کو دوبارہ لائن پر لا کھڑا کیا وہاں آپ نے اپنے مکتوبات میں "کافر افرنگ" کی اصطلاح استعمال کر کے فرنگی سامراجیوں کی مسلم دشمنی اور ملت کش ذہنیت پر متنبہ کر دیا۔ آپ کے بعد عروس البلاد دہلی

کا وہ خاندان سامنے آیا جس کے سربراہ حکیم الامت حضرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ تھے یہ خاندان جسے ماضی قریب کے نامور ترین مصنف حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ "شاہان دہلی" کے نام سے یاد کرتے ہیں، نے فکری اور عملی محاذ پر ملت کی وہ خدمت سرانجام دی جو تاریخ ہند کا روشن ترین باب ہے ۔

حضرت حکیم ملت نے قرآن عزیز کے ترجمہ و تفسیر کی ملکی زبانوں میں داغ بیل ڈالنے کے ساتھ ساتھ فکری اصلاح کے لئے وہ شاندار لٹریچر مہیا کیا جو آج چار دانگ عالم کے اہل فکر و نظر کے یہاں عظیم سرمایہ تصور کیا جاتا ہے ۔ آپ نے اس کے ساتھ ہی احمد شاہ ابدالی اور نواب نجیب الدولہ کو صورتحال کی نزاکت کی طرف توجہ دلا کر انہیں ہندوستان میں سر اٹھانے والی استبدادی قوتوں کو سر کچلنے پر آمادہ کیا ۔

اور آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ گرامی مرتبت حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ رحمۃ نے ہندوستان کو "دارالحرب" قرار دے کر جہاد جیسے مقدس اسلامی فریضہ کا احیاء کیا، جس کا ایک باب حضرت الامیر السید احمد شہید بریلوی قدس سرہ کی قیادت میں بالاکوٹ کے مقام پر اختتام پذیر ہوا ، ان سرفروشان امت نے طویل سفر اختیار کر کے پوری ملت میں "روح جہاد" پیدا کر دی اور ایسی کہ فرزندان ملت ہنسی خوشی سر کٹانے کے لئے سوئے میدان بڑھنے لگے ۔

ان غازیان اسلام اور مجاہدین امت کی بے لوث اور مخلصانہ خدمت ایک ایسی شمع روشن کر گئی جس سے ملت آج تک روشنی حاصل کر رہی ہے ۔ یہ چنگاری سانحہ بالاکوٹ کے چند سال بعد "شعلہ جوالہ" بن کر بھڑکی اس کے بھڑکانے کا سہرا میرٹھ چھاؤنی کے ان فوجیوں کے سر تھا جنہوں نے اپنے دین و دھرم کے تحفظ کے لئے انگریزی جبر کو للکارا ، گو کہ ان کے جسموں کے پرخچے اڑا دیئے گئے لیکن وہ ۱۸۵۷ء کو ایک ایسا سال قرار دے گئے جو آج بھی تاریخ حریت استخلاص وطن کا روشن عنوان ہے ۔ اس مرحلہ پر شاملی و تھانہ بھون کے ان نفوس قدسیہ کو خراج عقیدت پیش کرنا بھی ضروری ہے جنہوں نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کی قیادت میں نہتے ہونے کے باوجود انگریزی کی توپوں کے نہ صرف منہ موڑ دیئے بلکہ اس سے اس کا اسلحہ بھی چھین لیا ۔ اس جنگ کے ہیرو حجۃ الاسلام نانوتوی ؒ ، فقیہ عصر مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ (جو بعد کے تمام مجاہد علماء کے استاذ و شیخ طریقت ہیں) اور حضرت حافظ ضامن شہید ہیں ۔ لیکن آہ ہماری بدقسمتی کہ ہر مرحلہ پر ایسے افراد کی سیاہ بختی و بے ضمیری نے حالات کا رخ پلٹ دیا ۔ اور ہماری غلامی کا دور طویل تر ہوتا چلا گیا لیکن اللہ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں ان نفوس قدسیہ پر جنہوں نے عظمت رفتہ کی واپسی کے لئے ہر نوع کی قربانی دی اور اپنی جد و جہد کا رخ موڑ کر اسلامی علوم و فنون اور عقائد و نظریات کے تحفظ کے لئے مدارس اسلامیہ کا جال بچھا دیا جس کی پہلی کڑی مادر علمی دارالعلوم دیوبند تھا ۔

حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ، جن کے متعلق حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب مرحوم گولڑوی فرماتے تھے کہ وہ "حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے"، نے اپنے رفقاء سمیت اس محاذ پر کام شروع کیا ، اس سے جہاں علوم و تہذیب اسلامی کا مقصد پورا ہوا وہاں حضرت نانوتوی ؒ کے شاگرد رشید حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے بقول وہ مقصد بھی پورا ہوا جو ان اداروں کی اصل روح تھی یعنی "مجاہد علماء" کی تیاری تاکہ فرنگی سامراج اور اس کے فکری سیلاب کی روک تھام کی جا سکے اور ایسی طویل جنگ لڑی جا سکے جو اس کے اقتدار کے خاتمہ پر منتج ہو ۔ یہ مشن و مقصد ان "مجاہد علماء" کے ہمیشہ پیش نظر رہا اور مجھے یہ کہنے میں قطعاً باک نہیں کہ جس طرح ماضی بعید میں حکیم الامت حضرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلوی رحؒ کی روح علمی و عملی ہر تحریک میں اصل محرک تھی اسی طرح ماضی قریب کی ہر تحریک میں حکیم دہلوی کی روحانی اولاد یعنی ان مجاہد علماء کا جذبہ عمل کار فرما تھا ۔

اس دعویٰ کی دلیل کے طور پر تحریک ریشمی رومال اور تحریک خلافت جیسی عظیم تحریکیں پیش کی جا سکتی ہیں ۔ اول الذکر تحریک جو ہندوستان سے باہر حرمین شریفین ، ترکی اور کابل و افغانستان تک پھیلی ہوئی تھی ایک "ملائے مکتبی" کی سیاسی بصیرت و دور اندیشی کی مرہون منت تھی اور امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی ؒ اور مولانا منصور انصاری ؒ جیسے لوگ اس کے عالمی نمائندے تھے جبکہ تحریک خلافت اندرون ملک وہ ہمہ گیر تحریک تھی جس کو برادران وطن کا بھی تعاون حاصل تھا لیکن اس میں بھی مرکزی حیثیت حضرت شیخ الہند کی تھی کیونکہ مولانا ابوالکلام آزاد ؒ ، مولانا محمد علی جوہر ؒ ، مولانا شوکت علی ؒ حکیم اجمل خان ؒ اور ڈاکٹر انصاری جیسے لوگ حضرت سے باقاعدہ متعلق اور انہیں اپنا مقتدا مانتے تھے اور مالٹا سے واپسی پر آپ کو "شیخ الہند" کا خطاب مسلم و غیر مسلم برادران وطن نے مل کر دیا ۔ شیخ الہند کا جو مقام تھا اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مولانا محمد علی جوہر ؒ نے اپنے آخری سفر یورپ کے لئے جاتے ہوئے مالٹا میں اتر کر باقاعدہ اس کمرہ کی زیارت کی جس میں حضرت شیخ الہند کے ایام اسیری گذرے تھے ۔ (بحوالہ ڈائری محمد علی مرتبہ مولانا عبدالماجد دریابادی)

اس کے ساتھ ہی اس بات کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ خانقاہ گنگوہ کی ایک اور شاخ جس کے سرخیل حضرت الشاہ عبدالرحیم رائپوری ؒ تھے، بھی اس تحریک و پروگرام میں برابر کی شریک تھی بلکہ حضرت شیخ الہند ؒ کی گرفتاری کے بعد خود ان کے حکم و ارشاد سے حضرت رائے پوری ہی تحریک کی مرکزی شخصیت تھے اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ و جانشین حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری تا دم واپسیں ہر طرح شریک و معاون رہے بلکہ انہیں بھی اپنے مرشد عظیم المرتبت کی طرح مقتدایانہ حیثیت حاصل تھی ۔ حضرت شیخ الہند ؒ کی زندگی میں ہی تمام اہل دانش و بینش اور بالخصوص علماء کی قوت کو مجتمع کرنے کے لئے جمعیۃ علماء ہند کا

قیام معرضِ وجود میں آچکا تھا جس میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رح، مفتی اعظم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رح، مولانا عبدالباری فرنگی محلی رح۔ مولانا ابوالمحاسن سجاد رح جیسے نابغہ اور عبقری لوگ شامل تھے جبکہ بعد کے ادوار میں مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رح، سبحان الہند مولانا احمد سعید دہلوی رح، مولانا عبدالحلیم صدیقی رح اور مولانا سید محمد میاں دیوبندی رح جیسے حضرات اس جماعت کے دل و دماغ تصور کئے جاتے ہیں اور آج ہمارے عزیز ترین مہمان صاحبزادہ السید محمد اسعد مدنی اس کے صدر ہیں۔ متع اللہ المسلمین ببقائہ۔

اس مجاہد جماعت کا ایک ایک فرد اپنی جگہ ایک انجمن اور ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن جو مرکزیت و جامعیت حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا السید حسین احمد مدنی رح کو نصیب ہوئی وہ انہی کا حصہ ہے۔

ایک عظیم المرتبت خاندان کا فرزند عزیز جسے اللہ رب العزت نے ابتدا ہی میں بارگاہِ محمودی و رشیدی میں پہنچا دیا اور پھر جلد ہی اسے اپنے پورے خاندان سمیت حرمین کی عطر بیز فضاؤں میں پہنچا دیا بھلا جس شخص کی بھرپور جوانی کا طویل حصہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً میں گزرا ہو پھر وہ بھی حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس میں، اس کی قسمت و مقدر کا کیا ٹھکانہ؟

یہی شیخ مدنی رح تھے جنہوں نے ہندوستان واپس آنے کے بعد اپنے بزرگوں کے قافلہ کی حدی خوانی کا فریضہ سرانجام دیا اور ایسا کہ انگریزی سطوت کو ہلا دیا۔ کون ہے جو اس حقیقت کا انکار کرے کہ انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف فتوی کی پاداش میں ایک طرف امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رح اپنا "قول فیصل" کے عنوان سے مثالی بیان عدالت میں پیش کر رہے تھے، تو دوسری طرف یہی "مہاجر مدنی رح" کراچی کے خالق دینا ہال میں انگریز راج کو للکار رہا تھا۔ اس بندۂ خدا نے ایسا للکارا کہ مولٰنا محمد علی جوہر رح جیسے مردِ جری نے متاثر ہو کر آپ کے پاؤں چوم لئے اور جزاک اللہ و مرحبا کی آواز سے احاطۂ عدالت گونج اٹھا۔

شیخ الاسلام مدنی قدس سرہ کی بے لوث اور مخلصانہ خدمات کے اظہار و بیان کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ یہی خلوص انہیں ایک موقعہ پر مسلم لیگ میں کشاں کشاں لے گیا۔ آپ نے بقول چودھری خلیق الزمان اپنی مساعی جمیلہ سے (عوام کو مسلم لیگ سے متعارف کرا کر) اس کے بتیس سالہ تنِ بے جان میں جان ڈال دی۔

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول

ص۔ ۳۶۰ و ۳۶۱،

بحوالہ مکتوب چوہدری خلیق الزمان)

حصولِ آزادی کے وقت مسلمانوں کے لئے یقیناً آپ کا پسندیدہ فارمولا دوسری قسم کا پاکستان تھا یہ پاکستان نہ تھا لیکن یو۔پی کے الیکشن میں کامیابی کے بعد اربابِ لیگ کے مقاصد سے انحراف نے آپ کو دل برداشتہ کر دیا اور آپ کی جماعت نے غم و اندوہ کے عالم میں اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ تاہم آپ نے اس غم کو زندگی کا ساتھی نہیں بنایا بلکہ نئے حوصلہ و عزم کے ساتھ سفر شروع کر دیا اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک کہ انگریز یہاں سے چلا نہ گیا۔

لیکن یہ ایک واضح اور ٹھوس حقیقت ہے اور بے لوثی اور پاکی نفس و نیت کی شہادت ہے کہ قیام پاکستان کے بعد آپ نے پاکستان میں موجود اپنے بے شمار تلامذہ و خدام اور عقیدت مندوں کو اس نئے ملک کے استحکام کے لئے کام کرنے کی ہر موقع پر تلقین کی۔ اس کو مسلمانوں کی مقدس سرزمین فرمایا۔

(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صـ۷۱

کالم ۱، جلد ۴۳)

اور اس کا عملی ثبوت ان ہزاروں علماء و صلحاء کے کردار و طرزِ عمل سے مل سکتا ہے جو سقوط ڈھاکہ سے قبل درۂ خیبر سے چاٹگام کی پہاڑیوں تک اور اب پشاور سے کراچی تک پھیلے ہوئے ہیں کہ ان کا جذبہ حب الوطنی ہر شک و شبہ سے بالا ہے۔ آپ کی ذات اقدس سے متعلق آپ کے معاصرین نے جس قسم کی آراء کا اظہار کیا وہ آپ کی عظمت شان کا واضح ثبوت ہے۔ نامناسب نہ ہوگا کہ اسلامیان پاکستان کے عظیم دینی و سیاسی رہنما اور صاحبِ کشف و کرامت بزرگ حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کی رائے پیش کر دی جائے۔ آپ فرماتے تھے کہ

"خدا نے مجھے بار بار زیارت حرمین کی توفیق بخشی اور دنیا بھر کے اہل دل و صلاح سے ملنے، باطن پر نظر ڈالنے کا موقعہ بخشا، لیکن حضرت مدنی رح میں جو جامعیت تھی اس کا مقام ہر کسی سے ارفع و اعلیٰ تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں یہ عقیدت سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں"۔

جس کی مہمان عزیز کی خاطر آج ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اسے انہی شیخ الاسلام کے فرزند و جانشین ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ بات قطعاً بلا مبالغہ ہے اور مقام شکر بھی کہ وہ شجاعت و ہمت سخاوت و بسالت میں "الولد سر لابیہ" کا حقیقی مصداق ہیں۔ انہوں نے آج کے ہندوستان میں ہمیشہ ہی اور بالخصوص مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن اور امام المؤرخین مولانا سید محمد میاں صاحب کے بعد جس جرأت، بے خوفی اور دلیری سے "مسلم کاز" کے لئے کام کیا وہ ان ہی کا حصہ ہے اور ہونا بھی یوں ہی چاہیئے کہ آخر ان کی نسبت برصغیر کے اس قافلہ سے ہے جو ہزار مخالفتوں کے باوجود اپنے خلوص سے آج بھی زندہ و تابندہ ہے اور اپنے مخالفین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ سکتا ہے کہ

مرا نقش ہستی نہیں مٹنے والا
بہتوں کے مٹائے یہ مٹتا نہیں ہے
مٹاتے ہیں اس کو وہ مٹ جائیں خود
کہ یہ نقش سجدہ ہے نقشہ نہیں ہے

اسلاف کرام کے بعد مہمان گرامی مرتبت نے مختلف علاقوں میں رونما ہونے والے فسادات میں بارہا عین حالت جنگ میں جس بے خوفی کا مظاہرہ کیا وہ مولانا ہی کا حصہ ہے۔ ایک موقع پر جہاں مسلمانوں کی لاشوں سے کنویں پاٹ دیئے گئے تھے عین اسی حالت میں تشریف لے گئے اور منع کرنے والوں سے یہ جملہ فرمایا کہ "اسعد کا سر ان مسلمانوں کے سر سے زیادہ قیمتی نہیں ہے"۔ اس پورے واقعہ کو برصغیر کے عظیم عربی شاعر مولانا عبدالمنان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصیدہ میں نظم فرمایا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے حوصلے وہاں بلند ہو چکے ہیں اور وہ کسی کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ کوئی انہیں تر نوالہ سمجھے — عیسائیت کی یلغار کا فتنہ آج بھی اس دھرتی پر موجود ہے لیکن ان حضرات کی پیہم کوششیں، ہزاروں شبینہ مکاتب جن میں حضرت مولانا سید محمد میاںؒ کا مرتبہ نصاب پڑھا جا رہا ہے اس فتنہ کے دفاع کا موثر ذریعہ ہیں۔ مسلمانوں کے سیاسی و اقتصادی مسائل کا حل اسلام کی روشنی میں کیپٹلزم، کمیونزم اور سوشلزم سے زیادہ نفع مند ثابت کیا۔ اس موضوع پر نشر و اشاعت اور عملاً بلا سودی کوآپریٹو بینک کھولے۔ مسلمانانِ ہند کی فلاح و سلامتی مذہب کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہاں کے بارہ کروڑ مسلمان، ان کے مدارس اور ان کی مساجد آباد ہیں اور وہاں کے مسلمان ہند و تہذیب و تمدن سے دور اپنی سابقہ روایات پر بدستور قائم ہیں۔ والحمدللہ۔

یہ فرض ہمارا تھا کہ ہم مملکت پاکستان کی قدر کرتے، اسے مضبوط و مستحکم بناتے اور وہاں کے مسلمانوں کی خبرگیری کرتے۔ مبلغ بھیجتے۔ غریب مسلمانوں کی مدد کرتے۔ تعلیمی اداروں کے مصارف برداشت کرتے اور قائدِ اعظم کی بات پوری کر دکھاتے۔ انہوں نے ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو پیغام عید میں فرمایا تھا۔

"ہمارے وہ بھائی جو ہندوستان میں اقلیت میں ہیں ہم نہ ان کو فراموش کر سکتے ہیں نہ ان کی طرف سے لاپرواہ ہو سکتے ہیں۔ ہماری دلی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ ان کی امانت و بہتری کے لئے ہم بڑی سے بڑی کوشش کو بھی زیادہ نہیں سمجھیں گے کیونکہ مجھے اس کا احساس ہے کہ اس برصغیر میں مسلم اقلیتی صوبے ہی تھے جنہوں نے ہمارے محبوب نصب العین پاکستان کے لئے سب سے پہلے پیش قدمی کی اور اس کے جھنڈے کو سربلند کیا۔

(خطبات قائد اعظم" رئیس احمد جعفری مقبول اکیڈمی لاہور ص ۵۸۲، طبع دوم)

لیکن ہم نے اس نعمت عظمےٰ کی قدر نہیں کی، حتیٰ کہ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پاکیزہ نظام سے کنارہ کشی، اور تعلیماتِ اسلام جیسی بلند تعلیمات سے روگردانی اور غفلتوں کی سزا کے مستحق ہو کر مبتلائے رسوائی ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی بیرونی دنیا میں اسلام کے پیغامِ رحمت کے لئے ان کے طویل اسفار اگلے دور کے ان مجاہدین و خادمان علم و اسلام کی یاد دلاتے ہیں جن کی زندگیاں گھوڑوں اور اونٹوں کی پیٹھ پر گزر گئیں۔

ہماری خوشیوں کی کوئی انتہا نہیں کہ برصغیر کے مجاہد علماء کا سچا جانشین اور اربابِ عزیمت کے قافلہ کا سالار آج ہمارے اندر موجود ہے۔ ہم ممنون ہیں رابطہ عالم اسلامی کے جس کی کوشش سے کراچی میں ایشیائی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی اور اس کے صدقہ ہمارے عزیز مہمان سمیت دنیا بھر کے اہل علم و صلاح یہاں تشریف لائے اور ہم ممنون ہیں اپنی حکومت کے جس نے کراچی کے علاوہ دوسرے مقامات کی اجازت دے کر ہمیں مہمان گرامی سے مستفید ہونے کا موقع دیا۔ مہمان ذی وقار کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے آخر میں عرض کروں گا کہ ؎

بیا ساقی نوائے مرغ زار از شاخسار آمد
بہار آمد، نگار آمد، نگار آمد، قرار آمد

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

منجانب :۔ انجمن اسلامیان لاہور

بقیہ: حضرت اسعد مدنی کا خطاب

مجھے خوشی ہے کہ آپ کے ملک کے لوگ پاکستان میں اسلامی نظام کی طرف گامزن ہیں۔ پاکستان کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی چاہتے ہیں کہ ملک میں اسلام آئے اور اس کے لئے کام بھی کر رہے ہیں۔ اللہ برکت دے اور ماحول دینی بن جائے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کی اس عنایت و محبت کا شکرگزار ہوں۔"

(آخر میں حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ نے دعا بھی فرمائی اور یوں یہ استقبالیہ اختتام کو پہنچا)۔

بقیہ: قاری طیب صاحب کا خطاب

تو بالکل برعکس ہے قصہ۔ تو موت سے فقط ڈرتے رہنا، گھبراتے رہنا غفلت کی علامت ہے اور یہ غفلت (عن الحق) کفر کا ثمرہ ہے۔ اللہ بچائے ہر ایک کو۔ اور حق تعالیٰ سے موت کی تمنا کرنا، یہ بیداری اور تعلق مع اللہ کی علامت ہے۔

ھر سے — ترتیب قمر



نائب امیر مرکزیہ جمعیۃ حضرت مولانا محمد شریف صاحب وٹو کو عصرانہ

گذشتہ دنوں جمعیت علماءِ اسلام کل پاکستان کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد شریف صاحب وٹو مدظلہٗ کی کھروڑ پکا میں تشریف آوری کے موقع پر جمعیت علماء اسلام کھروڑ پکا نے شاہی جامع مسجد میں عصرانہ دیا۔ جس میں جمعیت کے کارکنوں کی بھاری تعداد نے شرکت کی۔ حضرت مولانا مدظلہٗ نے اس موقع پر کارکنوں کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ کارکنوں کی شکایت بجا ہے کہ ہمارے مرکز کا اپنی شاخوں سے رابطہ جیسا کہ ہونا چاہیئے نہیں ہوتا اس کی بڑی وجہ جو زیادہ تر انقطاع رابطہ کا سبب ہے وہ ہے سرمایہ کی کمی اور وسائل کی قلت۔ آپ کو معلوم ہے کہ وسائل کی قلت کی وجہ سے آج تک ہمارا نہ کوئی مستقل اخبار ہے اور نہ پریس، مگر آپ کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اور احساس کمتری کا شکار نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام الحمدللہ دوسری جماعتوں سے کم نہیں۔ یہ دینی مدارس۔ یہ تحفظ ختم نبوت اور تنظیم اہل سنت اور تبلیغی جماعت تحفظ حقوق اہلسنت سب آپکا کام ہے۔ ان تنظیموں کے کارہائے نمایاں کو آپ کسی اور کا کام نہ سمجھیں بلکہ یہ آپ کے کام کے مختلف شعبہ جات ہیں اور ہماری جماعت کے پاس سرمایہ کی کمی۔ وجہ بھی یہی ہے کہ ہمارا سرمایہ مختلف مقامات پر تقسیم ہو کر مختلف محاذوں پر صرف ہوتا ہے۔ لہذا آپ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور کام کو مزید آگے بڑھانا چاہیئے۔ انہوں نے آخر کار اجلاس کارکنوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ مجھے آپ سب حضرات سے مل کر بہت زیادہ مسرت ہوئی اور دراصل میری آمد کا مقصد بھی آپ حضرات کی زیارت اور ملاقات تھا۔

جمعیت علماء اسلام کھروڑ پکا کے ناظم نشریات محمد شریف نعمانی نے مقامی جماعت کی طرف سے مولانا محترم کا شکریہ ادا کیا اور قدم رنجہ فرمانے اور کارکنوں سے ملاقات کرنے پر اظہار مسرت کیا۔

اس کے بعد جمعیۃ علماءِ اسلام کھروڑ پکا کے امیر جناب حکیم حبیب احمد صاحب صدیقی کے مکان پر حضرت نائب امیر مرکزیہ مدظلہٗ کی صدارت میں مجلس عاملہ جمعیۃ علماءِ اسلام کھروڑ پکا کا اجلاس ہوا۔ جمعیۃ علماءِ اسلام کے ناظم محمد شریف نعمانی نے مقامی تنظیمی معاملات پر روشنی ڈالی اور نائب امیر مرکزیہ مدظلہ کو تمام حالات گوش گذار کیے۔ آپ نے تنظیمی معاملات کو سلجھانے کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ وہ جلد ہی کھروڑ پکا کا دوبارہ دورہ کریں گے اور مقامی تنظیمی مسائل کو حل کرانے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے مجلس عاملہ کے اراکین کو تلقین کی کہ وہ جماعتی پروگرام سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روشناس کرائیں اور اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔

آخر میں آپ نے جماعت کی ترقی اور اتحاد و اتفاق کے لیے دعا فرمائی اور کارکنوں کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔

مدرسہ تحسین القرآن فتح العلوم کے

سیرت النبی صلعم کے جلسہ سے

مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی کا خطاب

شہداد پور۔ گذشتہ دنوں مدرسہ تحسین القرآن فتح العلوم کا سالانہ جلسہ زیر صدارت حاجی سراج الدین منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز قاری محمد اسلم نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ مولانا شفیق الرحمٰن مدظلہٗ نے خلیفہ اول کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی اسلام کے نئے وقت تھی۔ آپؓ کی سیرت و کردار میں ایک سچے محب رسولؐ کی تابندگی نمایاں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت ابوبکرؓ نے اسکو حق کی آواز سمجھ کر بلا تامل اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے تمام عمر اسلام کے لئے زبردست مالی قربانیاں دیں۔ ہجرت کے وقت بھی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رفاقت کا پورا پورا حق ادا کیا۔ خلیفہ اول کی عظمت خود اس چیز سے عیاں ہے کہ قرآن کریم میں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صداقت، صحابیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ذکر موجود ہے۔ جن لوگوں کو خلیفہ اول کے بارے میں شکوک یا غلط فہمیاں ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ سیرت ابوبکر صدیقؓ کا مطالعہ کریں تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ مولانا قاری عطاء اللہ صاحب بغدادی بانی

نظام خلافت راشدہ کے نفاذ سے ہی موجودہ مسائل حل کئے جا سکتے ہیں

مولانا قاضی مظہر حسین

چکوال: بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح نے سنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو درپیش مسائل صرف اسلامی قوانین کے نفاذ سے حل کئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت کتاب و سنت پر مبنی صحیح اسلامی نظام قائم کرنا چاہتی ہے تو پھر یہ نہ دیکھے کہ کون کیا کہتا ہے اور کون کیا چاہتا ہے بلکہ محض رضائے الٰہی کے حصول اور پاکستان کی فلاح کے لئے رب قدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے بلا خوف لومۃ لائم کتاب و سنت پر مبنی اسلامی نظام حکومت کے قیام کے لئے خلفائے راشدین کی پیروی کرے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا نام تو سب لیتے ہیں ضرورت اس کی ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت رسول صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پیروی کی جائے۔ انہوں نے کہا نظام اسلام یا نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ کیا تو اس وقت اس نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرانے والے عامل اور کارندے کون تھے۔ وہ صحابہ کرام ہی تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کو عملاً نافذ کیا۔ اب نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اسی صورت میں نافذ ہو سکتا ہے کہ نظام خلفائے راشدین کی پیروی میں نظام اسلام کے قوانین نافذ کئے جائیں۔ انہوں نے شاہجہاں بادشاہ غازی کے زمانے کا سکہ دکھاتے ہوئے کہا کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ آج سے پانچ سو سال قبل دنیا دار بادشاہ بھی اپنے سرکاری شاہی سکے میں چار یار رض ابوبکر صدیق رض، عمر فاروق رض، عثمان ذی النورین رض اور علی مرتضٰی رض کا نام کندہ کرا کر ان کی شخصیت کو منواتے تھے اور ایک آج یہ زمانہ ہے کہ سنی عوام بھی حق چار یار رض کہنے سے شرماتے ہیں۔

انہوں نے شاہجہاں بادشاہ کا جو سکہ دکھایا اس کے اوپر درمیان میں کلمہ اسلام اور چاروں کونوں پر چار یار کے نام تحریر تھے۔ انہوں نے شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح کی کتاب "کلیاتِ امدادیہ" سے حضرت حاجی صاحب کے اشعار بھی سنائے جن میں حضرت نے اپنے اشعار میں "چار یار" کے الفاظ لکھے ہیں۔ اشعار یہ ہیں ؎

چار یاران کے ہیں چاروں خاص حق
ساری امت پڑھ رکھتے ہیں سبق
ہیں ابوبکر رض و عمر رض عثمان رض علی رض
دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی
زیب ایوانِ شریعت ہیں یہ چار رض
رونقِ باغِ طریقت ہیں یہ چار رض
قلعہ دیں کی ہیں یہ دیوار چار رض
ملتِ حق کی ہیں یہ انہار چار رض
ہیں طریقِ حق کے چاروں رہنما
ہیں یہ ایوانِ خلافت کے ستوں
جتنے ہیں اصحابِ پیغمبر تمام
ہے ہر اک نجم ہدایت والسلام

حضرت قاضی صاحب "حق چار یار کانفرنس" کے آخری اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے حضرت حاجی امداد علی مکی رح کے یہ اشعار سنا کر کہا کہ آج جو ہم خلافت راشدہ حق چار یار رض پر زور دے رہے ہیں یہ تعلیم ہمیں اکابر دیوبند ہی نے دی تھی۔ ہم تو صرف یاد کرا رہے ہیں۔ بات وہی ہے جو اکابر نے سمجھائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک زمانہ تھا کہ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے الفاظ سے جلسوں میں کوئی نعرہ نہیں لگایا جاتا تھا لیکن جب مرزا قادیانی نے جھوٹی نبوت کا پرچار شروع کیا تو اس نعرے کی ضرورت پیش آئی اور آج ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ اسی طرح اب جبکہ تین یاروں کی خلافت کا کھلم کھلا انکار ہو رہا ہے تو اس لئے خلافت راشدہ حق چار یار رض کا نعرہ لگایا جاتا ہے تاکہ چاروں خلفاء کی خلافت کی حقانیت کا اعلان کر کے اپنے ایمان کو تازہ کیا جائے اور مخالفوں کے باطل اعلان کا جواب دیا جائے۔ اس لئے "حق چار یار رض" کہنے سے شرماؤ نہیں۔ جب یہ چاروں حق ہیں تو پھر "حق چار یار" کہنے سے شرماتے کیوں ہو؟ جبکہ شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی رح بھی اپنے اشعار میں چار یار رض لکھ رہے ہیں لیکن آج سنی حق چار یار رض کہنے سے شرماتا ہے۔

ادارہ علوم اسلامیہ دہاڑی نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہمارا ایمان ہے کہ جس ملک میں قرآن کا قانون نافذ ہو گا وہاں عذاب الٰہی نہیں آئے گا تباہی نہیں آئے گی۔ مہنگائی معاشی پریشانی ہرگز نہیں رہے گی۔

مولانا عبدالرؤف سندھی اور مولانا عبدالعزیز صاحب یزدانی خطیب جامع مسجد محراب پور نے بھی خطاب کیا۔ مرکزی جمعیۃ علمائے اسلام کے امیر حضرت حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی سبی (کوئٹہ) میں موسم کی خرابی اور سیلاب کے گھیراؤ میں آجانے کی وجہ سے جلسہ میں شمولیت نہیں فرما سکے۔

اظہار تعزیت

جمعیت علماء اسلام تحصیل لودھراں و کہروڑ پکا کے سالار جناب میاں اللہ دتہ صاحب مجرہ کی والدہ محترمہ کا گذشتہ دنوں انتقال ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کافی دنوں سے صاحب فراش تھیں اور کینسر کی مریضہ تھیں۔ ان کی وفات پر جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا اور جمعیۃ تحصیل لودھراں کے رہنماؤں نے گہرے دکھ درد کا اظہار کیا۔۔۔ اور مرحومہ کی مغفرت اور بلندئ درجات کی دعا کی اور پسماندگان بالخصوص سالار صاحب سے اظہار ہمدردی کیا اور دعا کی کہ خداوند کریم ان کو صبر جمیل کی توفیق بخشنے۔ آمین۔



حضرت مولانا عبید اللہ انور نے مولانا محمد ضیاء القاسمی کی معذرت قبول کر لی

قاسمی صاحب نے جماعتی ڈسپلن اور وقار کے سامنے جھک کر اپنی عزت میں اضافہ کیا ہے

★ ——— مولانا زاہد الراشدی

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے سابق ناظم عمومی مولانا محمد ضیاء القاسمی جنہیں چند سال قبل پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی بناء پر صوبائی امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے جماعت سے خارج کیا تھا گذشتہ روز اپنے سابقہ رویہ پر معذرت کے لئے جمعیۃ کے سربراہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر انہوں نے فرمایا کہ چونکہ انہیں جمعیۃ سے صوبائی امیر نے خارج کیا تھا اس لئے وہ معذرت کے لئے انہی سے رجوع کریں۔

چنانچہ مولانا ضیاء القاسمی گذشتہ روز شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت مولانا عبید اللہ انور، امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے سابقہ رویہ پر معذرت کرتے ہوئے دینی محاذ پر اکابر کی زیر سرپرستی جدوجہد جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا۔ حضرت الامیر مدظلہٗ نے ان کی معذرت قبول فرمائی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اکابر کے زیر سایہ مسلک اہل سنت والجماعت کی خدمت کی توفیق دے۔

جمعیۃ علمائے اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے قاسمی صاحب کی معذرت خواہی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ انہوں نے جماعتی ڈسپلن اور وقار کے سامنے جھک کر اپنی عزت میں یقیناً اضافہ کیا ہے۔

آپ نے توقع ظاہر کی کہ مولانا محمد ضیاء القاسمی مسلکی اور دینی محاذ پر پہلے سے زیادہ مؤثر اور مفید خدمات انجام دے سکیں گے۔

مولانا سیّد اسعد مدنی کے اعزاز میں مولانا عبید اللہ انور کا ظہرانہ

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبید اللہ انور نے ۱۷ جولائی کو جمعیۃ علماء ہند کے صدر اور اسلامی ایشیائی کانفرنس کے مندوب حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہ العالی کے اعزاز میں ظہرانہ دیا جس میں پچاس کے قریب علماء کرام اور ممتاز شہریوں نے شرکت کی جن میں مولانا قاضی زاہد الحسینی، مولانا زاہد الراشدی، میاں محمد عارف، جناب عبد الحمید بٹ، مولانا سعید الرحمٰن علوی، میاں محمد صادق، حافظ شیخ بشیر احمد، حاجی محمد ابراہیم، ڈاکٹر منظور جاوید اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ اس موقع پر ان راہنماؤں نے باہمی دلچسپی کے متعدد امور پر تبادلۂ خیالات کیا۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ:

جمعیت علماء اسلام کے ممتاز راہنما اور شعلہ بیان مقرر مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ احرار نے لوگوں پر زور دیا ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ وارفع تعلیمات سے رہنمائی حاصل کریں۔ نواحی چک ۳۳۰ ج ب سیودال میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ امر باعث صد افسوس ہے کہ آج دنیا بھر کے مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود دوسری قوموں سے پیچھے ہیں اس کا واحد اور بنیادی سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہادیٔ برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کا ہی نتیجہ تھا کہ کفار کے مقابلے میں مسلمان تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہر محاذ پر فاتح ثابت ہوا کرتے تھے۔ مولانا نے لوگوں کو تلقین کی کہ وہ اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں کیونکہ فلاح اخروی کا راز سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے میں ہی مضمر ہے۔

دریں اثناء مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ احرار نے مدرسہ جامعہ مدنیہ حنفیہ چوک جنج گھر میں مقامی جمعیت کے رہنما پیر محمد صدیق لدھیانوی کی جانب سے ان کے اعزاز میں دی گئی دعوت استقبالیہ میں بھی شرکت کی۔ اس موقع پر جمعیت علمائے اسلام پنجاب کی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا محمد عمر لدھیانوی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی صدر مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی مولانا محمد اکرم قاسمی اور جمعیت کے مقامی ناظم اعلیٰ احمد یعقوب چودھری بھی موجود تھے۔

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام چشتیاں کے رہنما مولانا بشیر احمد شاد ہے کے حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف فقیر والی میونسپلٹی کے سیکرٹری تھے۔ جمعیت علماء اسلام ضلع بہاولنگر کے رہنماؤں

۱۔ جناب مولانا محمد یوسف صاحب۔
۲۔ جناب مولانا محمد رفیق صاحب
۳۔ جناب حاجی محمد یسین صاحب
۴۔ جناب مولانا محمد قاسم صاحب
۵۔ جناب مولانا محمد اسلم شاکر صاحب
۶۔ جناب نیاز شاد صاحب

۷۔ جناب محمد یسین صاحب نے اپنے ایک پیغام میں مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت اور گہری ہمدردی کا اظہار کیا۔

پاکستان قومی اتحاد سے علیحدگی نظام مصطفےٰ صلعم اور شہیدوں کے خون سے غداری ہے۔

لاڑکانہ ۱۴ر جولائی۔ امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاڑکانہ مولانا حبیب الرحمٰن اور سیکرٹری جنرل لاڑکانہ شہر جناب لالہ عبدالرحیم نے اپنے مشترکہ بیان میں نورانی میاں کی پاکستان قومی اتحاد سے علیحدگی پر مذمت کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء پاکستان والے محض عہدوں کے بھوکے اور مفاد پرست ہیں اور اتحاد میں عہدہ نہ ملنے پر اتحاد سے جدا ہو گئے۔ ان کا اتحاد سے جدا ہونا اتحاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ یہ ان کے لئے نقصان دہ اور سیاسی موت ثابت ہو گا کیونکہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ سے پہلے اتحاد سے جدا ہونا تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریک کے دوران شہید ہونے والوں کے خون سے غداری ہے۔ انشاء اللہ پوری قوم ان مفاد پرست لیڈروں کو ٹھکرا دے گی۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے وفد کا ایک ہفتہ کا تبلیغی دورہ:

گذشتہ روز مورخہ ۷ر جولائی ۷۸ء کو مولانا قاری حماد اللہ شفیق کی قیادت میں سہ رکنی وفد جس میں ضلع کے سیکرٹری اطلاعات مولانا عبدالصبور خان ڈاہر، آفس سیکرٹری ضلعی جمعیۃ مولانا شبیر احمد عثمانی، ضلعی جمعیۃ کے مجلس شوریٰ رکن حافظ غلام محمد پر مشتمل تھا یہ وفد مورخہ ۸ر جولائی کو مرکزی دفتر میں پہنچا۔ مولانا غلام اکبر سلیمانی اور ناظم مرکزی اطلاعات مولانا زاہد الراشدی سے ملکی و ملی مسائل اور عبوری حکومت کے بارے میں تبادلۂ خیالات کیا۔

مولانا غلام اللہ خانصاحب سے ملاقات:

مورخہ ۹ر جولائی ۷۸ء کو راولپنڈی میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کی تبلیغی مساعی کو شیخ القرآن صاحب نے سراہا اور حضرت مفتی صاحب اور حضرت درخواستی صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

جلسہ عام:

مورخہ ۱۰ر جولائی ۷۸ء چوک صدیق مری میں جلسہ عام پیر طریقت جامع شریف مولانا غلام حیدر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا قاری حماد اللہ شفیق مولانا عبدالصبور خان ڈاہر، مولانا شبیر احمد عثمانی نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر خطاب کیا

استقبالیہ:

کوہستان ہوٹل جنرل منیجر جناب قاری جاوید احمد نے مولانا حماد اللہ بمعہ وفد کو ایک شاندار استقبالیہ ہوٹل میں دیا۔ جس میں شہر کے معززین کے علاوہ ممتاز علماء کرام نے شرکت کی۔ مولانا قاری حماد اللہ اور مولانا عبدالصبور خان ڈاہر نے خطاب کیا اور کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اسلامی نظام کے لئے کوشاں ہے۔ ملک میں امن سے اسلامی نظام کے نفاذ کے ذریعہ قائم ہو سکتا ہے۔ کوہ مری میں مولانا اسد اللہ صاحب مولانا قاری سیف اللہ صاحب اور دوسرے ممتاز علماء کرام سے ملکی مسائل پر گفتگو ہوئی۔

لنگر کسی میں استقبالیہ:

لنگر کسی مقام بوربن میں قاری عمر فاروق نے ایک شاندار استقبالیہ کا انتظام کیا جس میں علاقہ کے معززین نے شرکت کی۔ وفد کے امیر مولانا حماد اللہ شفیق نے جمعیۃ علماء اسلام کے مذہبی اور دینی تبلیغی پروگرام سے عوام کو روشناس کرایا۔

غیر رسمی اجلاس:

لاڑکانہ۔ گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل دارہ ضلع لاڑکانہ کا ایک غیر رسمی اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالقادر صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاڑکانہ منعقد ہوا۔ اجلاس میں بہت سے اراکین نے شرکت کی۔

اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ بعدازاں جماعتی کام کو تیز کرنے کے لئے غور کیا گیا اور سیاسی سرگرمیوں کے ختم ہونے پر پورے تحصیل میں منظم جدوجہد کرنے اور جماعتی بیت المال کو مضبوط کرنے کی تدابیر پر غور ہوا۔ بعد میں انتخاب ہوا۔

انتخاب:

امیر	:	مولانا غلام محمد صاحب
ناظم اعلیٰ	:	جمال الدین صاحب پیچوہہ
خزانچی	:	حاجی الٰہی بخش صاحب سومرہ

انتخاب کے بعد مولانا عبدالقادر صاحب نے صدارتی تقریر میں جماعتی پروگرام پر روشنی ڈالی۔ آخر میں چند قرار دادیں متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔

۱۔ مولانا مفتی محمود صاحب کو ملک و ملت کی صحیح قیادت کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اور آپکی صحت یابی کی دعا کی گئی۔

۲۔ نورانی میاں کی غلط پالیسیوں کو ملک و ملت کے لئے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔

۳۔ سیاسی سرگرمیوں کو جلد از جلد بحال کیا جائے۔

اجلاس دعا پر ختم ہوا۔

مجھے یہاں کے نوجوانوں میں جذبۂ اسلامی دیکھ کر مسرت ہوئی ہے

آپ اسلامی طرزِ زندگی کو عملی طور پر بھی اپنائیں

حضرت اسعد مدنی مدظلہ العالی

گزشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی طرف سے دفتر جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ پنجاب شیرانوالہ گیٹ میں حضرت اسعد مدنی مدظلہ العالی کے اعزاز میں ایک عظیم الشان دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ استقبالیہ میں طلباء کی کثیر تعداد کے علاوہ معززین شہر اور ممتاز علماء نے بھی شرکت کی۔ صدارت شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے فرمائی۔ سید سلمان گیلانی نے اپنے کلام سے مجمع میں رنگ بھر دیا۔ ندیم اقبال اعوان اور میاں اجمل قادری نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ قائد طلباء میاں محمد عارف نے معزز مہمان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اس معزز اور پروقار تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حضرت اسعد مدنی مدظلہ نے فرمایا کہ مجھے یہاں کے نوجوانوں میں جذبہ اسلامی دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی ہے۔ آپ نے طلباء کو نصیحت کی کہ اسلامی طرز زندگی کو اپنی عملی زندگی میں بھی اپنائیں۔ آپ نے موجودہ ہندوستان میں جمعیۃ علماء ہند کے کردار پر تفصیلاً روشنی ڈالی اور کہا کہ افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگ پاکستان میں رہتے ہوئے بھی دین سے دور جا رہے ہیں اور ہم ہندوستان میں رہتے ہوئے بھی دینی معاملات میں بہت آگے جا رہے ہیں۔ حضرت کی پوری تقریر انشاءاللہ آئندہ شمارے میں پیش کی جائے گی۔

نظام مصطفےٰ کانفرنس واہ کینٹ

۶ جولائی کو جمعیۃ طلباء اسلام واہ کینٹ کے زیر اہتمام عظیم الشان نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے جمعیۃ کے سینئر نائب صدر جاوید ابراہیم پراچہ صوبائی ناظم عمومی جناب عبدالرؤف ربانی انٹر کالج جہلم کے سابق صدر جناب محسن جاوید راہی اسلام آباد کی مرکزی مسجد کے خطیب مولانا محمد عبداللہ اور مقامی علماء مولانا محمد اسحٰق اور حاجی محمد صابر صاحب نے خطاب فرمایا۔

پراچہ صاحب نے اعلان فرمایا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد جاری رہے گی۔ ربانی صاحب نے فروعی اختلافات کے خاتمے اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قوم سے اتحاد کی پرزور اپیل کی محسن جاوید راہی نے فرمایا کہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کا مقصد شہدائے نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خراجِ عقیدت پیش کرنا ہے۔

بزنس روڈ کراچی:

جمعیۃ طلباءِ اسلام حلقہ بزنس روڈ کراچی کے زیر اہتمام اسلامی معلومات پر ایک انعامی مقابلہ منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں طلباء نے شرکت کی۔ اول انعام سندھ میڈیکل کالج کے طالبعلم محمد منصور نے حاصل کیا جبکہ دوسری اور تیسری پوزیشن بالترتیب محمد شاہد متعلم مدرسہ الاسلام سندھ اور محمد آفتاب متعلم کوتوال بلڈنگ نے حاصل کی

انتخابی اجلاس:

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ بزنس روڈ کا انتخابی اجلاس کراچی ڈویژن کے صدر الطاف حسین کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

صدر	:	محمد ذاکر (ایس ایم سائنس کالج)
نائب صدر	:	محمد ایوب (ڈی۔ جے۔ سائنس کالج)
جنرل سکریٹری	:	محمد شکیل (داؤد میڈیکل کالج)
ناظم نشریات	:	محمد شاہد (سندھ مدرسہ الاسلام)

مستونگ:

جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے سیکریٹری جنرل غلام رسول مینگل نے خرابیٔ صحت کی بنا پر اپنی جگہ جناب محمد سلیمان ابڑو طالب علم گورنمنٹ ڈگری کالج مستونگ کو قائم مقام سیکریٹری جنرل بنا دیا ہے۔ انہوں نے طلباء کو جناب محمد سلیمان سے رابطہ قائم کرنے کی اپیل کی ہے ان کا پتہ یہ ہے

محمد سلیمان ابڑو، قائمقام ناظم عمومی

جمعیۃ طلباءِ اسلام، بلوچستان، معرفت حاجی غلام حیدر زرخیل، دکاندار، مستونگ بازار

خانپور:

خان پور جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے ناظم مفضل الرحمن درخواستی مقامی کنوینر خالد حسین، حافظ ثناء اللہ۔ طارق محمود۔ خالد شہزاد اور حافظ حضور بخش نے رحیم یار خان میں نئے میڈیکل کالج کے قیام کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔ انہوں نے تعلیمی سلسلہ کے جلد از جلد جاری کرنے کی اپیل کی ہے۔

تربیتی اجتماع:

جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے زیر اہتمام دوسرا دوروزہ تربیتی اجتماع بتاریخ ۲۲-۲۳ جون ۸۰ء کو فورٹ سنڈیمن میں منعقد ہوا۔ اس میں علماء و مشائخ اور طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اجتماع کی مختلف نشستوں سے جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے صدر سکندر خان عیسیٰ خیل صوبائی ناظم عموی غلام رسول مینگل صوبائی سرپرست حضرت مولانا غلام سرور خان صاحب صوبائی نائب صدر دوم عبدالخالق صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم نشریات جناب حافظ حسین احمد نے خطاب فرمایا۔

علماء و مشائخ اور طالب علم راہنماؤں نے اپنی تقریروں میں طلباء کو پروگرام کی اہمیت سے آگاہ کیا اور مختلف لادینی طاقتوں کے بالمقابل ڈٹ جانے کی نصیحت کی چاہے اس سلسلہ میں کتنے ہی مصائب برداشت کرنا پڑیں کیونکہ ہمارا پروگرام انبیاء و صلحاء کا پروگرام ہے جن کی تمام تاریخ قربانیوں کے خون سے لالہ رنگ ہے۔

انتخاب ضلع ژوب:

جمعیۃ ضلع ژوب کا انتخابی اجلاس منعقد ہوا۔ انتخاب یہ ہے۔

صدر : عبدالرحمن صاحب
نائب صدر : عبدالرحیم صاحب
ناظم عمومی : محمد خان
ناظم : نور محمد
سیکرٹری اطلاعات : سید شاہ

انتخاب فورٹ سنڈیمن:

جمعیۃ فورٹ سنڈیمن کے انتخابی اجلاس میں مندرجہ ذیل انتخاب کیا گیا:-

صدر : غلام نبی
نائب صدر اول : ارشد فیاض
" " دوم : باز محمد
ناظم عمومی : غلام دستگیر
" : دوست محمد
" دوم : نور الدین
" مالیات : محمد عارف
نشریات : جمیل صاحب

کو ارسال کریں۔ انہوں نے شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے مکمل پتے بمعہ ٹیلیفون نمبر صوبائی ناظم عمومی کو ارسال کریں۔

ضروری اطلاع:

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ جناب محمد اسلم شیخ صاحب اپنی چھٹیاں گزار کر ۱۵ جولائی کو سندھ پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے تمام شاخیں ان کے گھر کے پتے پر رابطہ قائم کریں۔ ناظم عمومی ہفتہ میں ایک دن صوبائی دفتر حیدرآباد میں گزارا کریں گے۔ تمام شاخیں اپنی کارکردگی کی نو ماہ کی رپورٹ جلد از جلد صوبائی ناظم عمومی

اعلان

جمعیۃ طلباء اسلام کی کنوننگ باڈی کا اجلاس ۲۶-۲۷-۲۸ جولائی کو مدرسہ نصرۃ العلوم میں صوبائی کنوینر عبدالرؤف ربانی نے طلب کیا ہے۔ کنوینر حضرات اس میں شرکت کریں۔

ایڈیٹر کی علالت اور پریس کی خرابی کی وجہ سے **عزم نو** لیٹ ہو گیا ہے پرچہ عنقریب قارئین تک پہنچ جائے گا۔

جمعیۃ طلباء اسلام

صوبہ بلوچستان کے زیر اہتمام

تیسرا دوروزہ

تربیتی اجتماع

بمقام:- مستونگ ضلع قلات

تاریخ:- ۳-۴ اگست بروز جمعرات۔ جمعۃ المبارک

ن اجتماع کو کامیاب بنائیں۔



ایک روپیہ کا سکہ بند کیجئے!

سابق بھٹو حکومت نے یادگار اسلامی سربراہ کانفرنس کے موقع پر ایک روپیہ کا سکہ جاری کیا تھا جس کے ایک طرف دو جگہ کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اور دوسری طرف ایک آیت لکھی ہوئی ہے جس کا ترجمہ ہے "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ اختیار نہ کرو" اور ساتھ ساتھ اللہ اکبر کے الفاظ بھی لکھے ہوتے ہیں۔ اس سکہ کے جاری کرنے کا مقصد سابق حکومت پاکستان کا اپنے آپ کو اسلام کا پیروکار ثابت کرنا تھا لیکن اگر حقیقت کو مدنظر رکھا جائے تو یہ اسلام اور کلمہ طیبہ کی سب سے زیادہ توہین ہے، کیونکہ یہ سکہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں، دکانداروں سب کے پاس جاتا ہے تو بچے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ بوڑھے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ دکاندار اس کو مناسب جگہ میں رکھتے ہیں بلکہ بدقماش جوا بھی کھیلتے ہیں جس سے کلمہ طیبہ اور آیت کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے حالانکہ کلمہ طیبہ اور آیت کی عزت کرنا ہمارا اسلامی فریضہ ہے۔

اب ملک میں مارشل لا نافذ ہے اور اس عبوری حکومت نے اس ملک میں مکمل اسلامی نظام لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ سابق سیاسی حکومت کے اس سیاہ کارنامے کو ختم کرنے کے احکامات صادر فرماویں

تاج الدین مظفر نصرتی، کوہاٹ

غلط فہمی کا ازالہ:

مکرمی! میرے بارے میں چند دوستوں نے غلط فہمی پیدا کر دی کہ میں نے جمعیت علماء اسلام سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ مجھے تحصیل خانیوال کا ناظم اعلیٰ بنا دیا گیا تھا۔ دستور کے مطابق میں دو جگہ یعنی مقامی اور تحصیل کا ناظم اعلیٰ نہیں رہ سکتا تھا اس لئے بندہ نے مقامی شاخ کی نظامت سے استعفیٰ دیا ہے جمعیت سے استعفیٰ نہیں دیا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز جمعیت علماء اسلام کے ساتھ ہی میرا جینا اور مرنا ہوگا۔ حضرت استاذیم شیخ القرآن والحدیث مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی قیادت پر پورا پورا اعتماد ہے اور تا زندگی رہے گا۔

محمد یوسف رحمانی
ناظم جمعیۃ علماء اسلام،
بوریوالہ روڈ۔ میاں چنوں

عوام باغ کی حق تلفی کیوں؟

مکرمی!

آزاد کشمیر کی جنگ آزادی کی تاریخ شاہد ہے کہ آزادی کی جنگ کی ابتدا باغ سے ہوئی۔ باغ کے ایک مجاہد مولوی محمد بخش نے پہلی گولی چلا کر جہاد کا آغاز کیا اور سب سے پہلے شہید ہونے والا بھی باغ موضع جگ لڑی کا ایک مجاہد عبدالحمید خان تھا۔ اس جنگ کی باقاعدہ ابتداء سے پہلے ڈوگرہ مطلق العنانیت کو جس راہنما نے للکارا وہ امیر شریعت مولانا محمد عبداللہ مرحوم باغ ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ جنگ آزادی کے دوران فرسٹ بٹالین جس نے خاص پونچھ تک کفار کا صفایا کر کے اسلام کا پرچم بلند کیا باغ ہی میں تیار ہوئی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد بھی بھارت سے جو جنگیں ہوئی ہیں باغ کے نوجوانوں کی غالب اکثریت شہید ہوتی رہی ہے مگر ــــ

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

آزاد کشمیر میں باقاعدہ حکومت قائم ہونے کے بعد سے اب تک عوام باغ کے حقوق پامال ہوتے آئے ہیں۔ اس کی زندہ مثال باغ کی انتہائی پسماندگی ہے۔ سڑکیں اس مردم خیز خطہ کی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ دور دراز علاقوں میں لوگوں کو ضروریات زندگی حاصل کرنے میں بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اب جبکہ خطیر رقم حکومت پاکستان کی طرف سے آزاد کشمیر کی تعمیر و ترقی کے لئے دی جا رہی ہے، اس موقع پر بھی باغ کو یکسر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ تعمیر و ترقی، تعلیم، ملازمت غرض ہر میدان میں باغ کو اپنا حصہ نہ ملنے کی وجہ سے پسماندگی کا شکار ہونا پڑ رہا ہے۔ باغ کے نعرہ باز لیڈر عوام کے مفاد و مقاصد سے نظر پھیر کر حصول کرسی و بقائے کرسی کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ موضع بیرہ، جگ لڑی اور تھب کا بطور خاص ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہاں کے عوام ایک عرصے سے پیٹ رہے ہیں کہ ان کے مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا جائے مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے

اسی طرح پنیالی، جگ لڑی والی سڑکوں کو براستہ ملوٹ زھگہ سے ملانے کے لئے ایک عرصے سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ ملوٹ میں کالج اور ڈسپنسری کی بھی انتہائی ضرورت ہے۔

سال رواں میں کروڑوں روپے کی جو سکیمیں سامنے آئی ہیں ان میں باغ کے لئے کوئی سکیم نہیں دی گئی۔ ایک طرف تو ۲۵ میل تک لوگ ضروریات زندگی اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جانے پر مجبور ہیں تو دوسری طرف کروڑوں روپے کے مصارف سے تفریح گاہیں تعمیر ہو رہی ہیں۔

ہم آزاد کشمیر کے منتظم اعلیٰ بریگیڈیئر حیات صاحب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ باغ کے عوام کو بھی باقی علاقوں کی طرح پسماندگی سے بچانے کے لئے عملی اقدامات کریں گے۔

مولانا امیر الزمان
ناظم اعلیٰ جمعیت علماء آزاد جموں و کشمیر

کمشنر ہزارہ سے

مکرمی!

آپ کے مؤقر جریدے کے وساطت سے کمشنر ہزارہ کی توجہ خالس پور ایوبیہ کی جانب مبذول کراتے ہیں۔ یہاں کے عوام گذشتہ سولہا سال سے بے حسی کی زندگی بسر کررہے ہیں۔ پرانے منصوبوں میں پانی خالس پور تر مٹھیاں روڈ دو اہم منصوبوں پر عملدرآمد ہوا تھا جو سابق حکومت کے دوران پایہ تکمیل نہ ہو سکے۔ اس روڈ کے نکلنے سے نہ صرف خالس پور کے عوام سوزی سہولتوں سے مستفید ہو سکتے ہیں بلکہ ذیلی بستیاں رملکوٹ۔ نکر۔ ربالہ اور دوسری مضافاتی بستیوں کو ذرائع آمدورفت میں آسانی ہوگی۔ اہل خالس پور نے اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک جامع پروگرام ترتیب دیا کہ اپنی مدد آپ کے تحت اس روڈ کو مکمل کیا جائے۔ اس پروگرام کے بعد یہ جو روڈ تقریباً ایک میل تک نکل چکی ہے اب ذرائع کی کمی محسوس کی جارہی ہے۔

اس لئے کمشنر ہزارہ سے درخواست ہے کہ اس روڈ کو مکمل کرانے میں دیہی ترقیاتی فنڈ سے رقم کی منظوری دیں تاکہ یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچ سکے۔

راجہ محمد احسان جنرل سیکرٹری
جے۔ یو۔ آئی۔ خانسپور۔ ایوبیہ۔

کلر آبادی کے مسائل:

مکرمی!

ہم آپ کے جریدہ کی وساطت سے حکام بالا کو اپنی مشکلات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ گوجرانوالہ کے مغرب کی جانب حافظ آباد روڈ اور نوشہرہ روڈ کے درمیان کلر آبادی پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس آبادی کی ابتداء سنہ ۱۹۵۱ میں ہوئی تھی۔ عرصہ ۲۷ سال گذرنے کے بعد بھی سِرے سے کوئی بھی شہری سہولت میسر نہیں ہے۔ یہاں پر رہنے والے عام مزدور طبقہ لوگ ہیں۔ ہم نے کئی مرتبہ ضلعی انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا لیکن ہر بار مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔

ہماری مشکلات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ گلیاں تاحال ناپختہ ہیں اور جابجا پانی کے جوہڑ بنے ہوئے ہیں۔

۲۔ بارش کے موسم میں گلیوں میں دو۔ دو فٹ پانی جمع ہوکر آمدورفت کو معطل کر دیتا ہے۔ اور مچھروں اور دیگر موذی کیڑوں مکوڑوں کی بہتات ہوجاتی ہے کئی محلوں میں چار پانچ سال تک کی عمر کے بچے ان پانی کے گڑھوں میں ڈوب کر ہلاک بھی ہوئے ہیں۔

۳۔ گندے پانی کی نکاسی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

۴۔ سٹریٹ لائٹ۔ واٹر سپلائی۔ سوئی گیس سول ڈسپنسری۔ بنک کی شاخ۔ سب پوسٹ آفس۔ طلبا اور طالبات کے لئے کم ازکم مڈل اسکول۔ کیونکہ ہر آبادی شہر سے تقریباً ۵ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس لئے غریب والدین کے لئے اپنے بچوں کو تعلیم کی غرض سے شہر بھیجنا مزید مسائل پیدا کرتا ہے۔

۵۔ پلے گراؤنڈ اور قبرستان کے لئے جگہ کا مسئلہ بھی توجہ طلب ہے۔

۶۔ تین شاہراہ عام حافظ آباد روڈ کو نوشہرہ سے ملاتے ہیں۔ ان تینوں کو پختہ کیا جائے۔

جمعیتہ علماء اسلام
حلقہ کلر آبادی۔ تنظیم مغلیہ پاکستان رجسٹرڈ کلر آبادی، طارق آباد، حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ

سکول منتقل کیا جائے۔

مکرمی!

موجودہ ڈی۔ آئی۔ ایس کوہاٹ محمد علی خان نے ہمارے کیترباندہ ۱ سے ایک پرائمری سکول دوسری جگہ بلاوجہ منتقل کیا ہے۔ حالانکہ ہمارے کیترباندہ ۱ کو ۱۹۶۶ سے ایک پرائمری سکول حکومت نے منظور کیا تھا اور بعد میں ہم اہل کیترباندہ ۱ بحکم سابق ڈی۔ آئی۔ ایس شوکت محمود صاحب دو کینال دو مرلہ زمین بنام صوبائی حکومت برائے پرائمری سکول کیترباندہ ۱ بتصدیق کرائی ہے اور دو نئے کمرے اپنے خرچ پر تعمیر کئے۔

صوبائی محکمہ تعلیم صوبہ سرحد سے اپیل کرتا ہوں کہ ہم اہلیان کیترباندہ ۱ کو پرائمری سکول کی سابق Original بلڈنگ منتقل کرنے کا حکم صادر فرما دیں اور موجودہ ڈی۔ آئی۔ ایس کوہاٹ محمد علی خان کو ڈسٹرکٹ کوہاٹ سے تبدیل کیا جائے کیونکہ موجودہ ڈی۔ آئی۔ ایس کوہاٹ محمد علی خان ایسے ناجائز کام کرتے ہیں۔ اور اساتذہ کی تبدیلی پر رشوت تحفہ تحائف کے نام سے لیتے ہیں۔ امید ہے کہ محکمہ تعلیم صوبہ سرحد ہماری درخواست پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

عمر خان ولد مقرب خان
سکنہ کیترباندہ ۱ ڈاک خانہ شنوہ گڑی
تحصیل کرک، ضلع کوہاٹ

نظام زکوٰۃ:

مکرمی!

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حالیہ ۲۵ جون کی تقریر انتہائی مایوس کن ہے جنرل ضیاء الحق کو خداوند پاک نے جو منصب جلیلہ تفویض فرمایا ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ فی الفور حکومتی سطح پر ملک میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کردیں، کیونکہ قرآن پاک میں واضح طور پر موجود ہے کہ جب ہم اپنے بندوں کو زمین میں حکمرانی دیتے ہیں تو وہ ملک میں ہمارا دین نافذ کرتے ہیں۔ نماز کا حکم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

اس حکم ربانی کی روشنی میں اسلامی نظام نافذ کرکے اقامت صلوٰۃ اور اس کے بعد زکوٰۃ کا حکم نافذ فرمائیں۔

ضیاء الاسلام قریشی
محراب خان روڈ، بکرا پیڑی لیاری کوارٹرز کراچی ۱

مدرسہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر ضلع جھنگ

قیامِ مدرسہ ۱۹۶۹ء

زیرِ سرپرستی : حضرت مولانا **عبید اللہ انور** مدظلہٗ

مدرسہ عرصہ نو سال سے علاقہ میں دینی۔ تدریسی۔ اصلاحی تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ سے موقوف علیہ تک کا بہترین انتظام ہے۔ مدرسہ میں مقامی و غیر مقامی یک صد طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔ ساٹھ مسافر طلباء کے رہائش و خوراک و دیگر ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔ مدرسہ میں سات محنتی قابل اساتذہ شب و روز طلباء کی تربیت میں سرگرمِ عمل رہتے ہیں۔

عظیم الشان جامع مسجد } مدرسہ سے ملحق جامع مسجد زیرِ تعمیر ہے۔ اب تک تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ تعمیر پر خرچ ہو چکا ہے۔ مزید تین لاکھ کا تخمینہ ہے۔ مخیر حضرات سیمنٹ، اینٹ و دیگر تعمیراتی سامان سے مسجد کی تعمیر کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں تعاون فرمائیں۔

اکابرینِ کرام کی آراء

"مفکرِ اسلام حضرت مولانا **مفتی محمود** مدظلہٗ صدر پاکستان قومی اتحاد، جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام پاکستان نے اپنے مدرسہ کے دورے کے دوران اپنے تاثرات یوں قلمبند کرائے ، "میں ۷ نومبر ۱۹۷۷ء بروز جمعرات جامعہ عثمانیہ شورکوٹ حاضر ہوا۔ مولانا بشیر احمد کی دعوت پر مختصر خطاب کیا۔ ماشاء اللہ مدرسہ کی عمارت اور محل و قوع نے بہت متاثر کیا۔ پانچ سال کے قلیل عرصہ میں یہ شاندار ترقی جامعہ عثمانیہ کے روشن مستقبل کی خبر دیتی ہے۔ یہ مدارس دینیہ دینی علوم کی حفاظت کے مضبوط قلعے ہیں۔ آج کے اس تاریک دور میں یہ درسگاہیں روشنی کا مینار ہیں۔ آج دین ان مدارس کی بدولت پاکستان میں زندہ و تابندہ ہے۔ ان مدارس کی دامے درمے قدمے خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مدرسہ اور دیگر دینی مدارس کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور کارکنان مدرسہ کو مزید خلوص اور للّٰہیت سے نوازے۔ وما ذالک علی اللہ العزیز۔"

......

حضرت مولانا **محمد عبد اللہ بہلوی** رحؒ نقشبندی قادری شجاع آباد نے اپنے دورہ کے دوران فرمایا :

"بندہ اس مدرسہ و مسجد کی تعمیر کے ابتدائی حالات میں حاضر ہوا۔ تمام حالات و کارکردگی ہمت و بلندی جد و جہد کو دیکھ کر دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکی کوشش و سعی کو ذرہ کمال و معارج عالیہ و انتہائی تکمیل تک دائماً ابداً پہنچا کر مشکور فرمائے اور اخلاص عطا فرما کر ہمیشہ کے لئے اپنے دربار میں مقبولیت نصیب فرمائے۔ اللھم آمین۔"

مدرسہ کا داخلہ جدید :- } شوال سے آخر شوال تک مدرسہ کا داخلہ جاری رہے گا۔ وقت پر رابطہ فرمائیں۔

اپیل : } مخیر حضرات اپنے صدقات۔ خیرات۔ عطیات۔ زکوٰۃ سے مدرسہ کی اعانت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر :- (مولانا) **بشیر احمد** مہتمم و بانی **مدرسہ جامعہ عثمانیہ** شورکوٹ شہر ضلع جھنگ